(صرف احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لیے)

Majlis Ansarullah
CELEBRATING | 1940-2015 | 75 | YEARS

ماہنامہ
انصاراللہ

ستمبر 2015ء/ ذیقعد، ذوالحجہ 1436/ تبوک 1394 ہش

ماہر تعلیم ومترجم، قادرالکلام شاعراور دیرینہ خادم سلسلہ محترم پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب

25/جولائی 2015ء کو ایوان ناصر انصاراللہ پاکستان میں منعقدہ مشاعرہ کے مہمان خصوصی تھے

آپ 13/اگست 2015ء کو وفات پا گئے

قرارداد تعزیت بروفات محترم پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب

ممتاز ماہر تعلیم، مترجم، قادرالکلام شاعر اور دیرینہ خادم سلسلہ محترم چوہدری محمد علی صاحب وکیل التصنیف تحریک جدید مؤرخہ 13/اگست 2015ء کو اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو تقریباً پون صدی تک سلسلہ احمدیہ کی بھرپور خدمت کی توفیق ملی۔ ایں سعادت بزور بازو نیست۔ 1944ء میں تعلیم الاسلام کالج قادیان سے اپنی خدمات کا آغاز کیا اور تادم واپسیں خدمت سلسلہ کی توفیق پائی۔ تعلیم الاسلام کالج سے بطور پرنسپل ریٹائر ہوئے اور پھر جامعہ احمدیہ میں صدر شعبہ انگریزی، وکیل وقف نو اور 1998ء سے تا وفات وکیل التصنیف تحریک جدید تھے۔ سلسلہ کی بہت سی کتب کا اُردو سے انگریزی اور انگریزی سے اُردو ترجمہ و نظر ثانی کرنے کا اعزاز پایا۔ اُردو پنجابی کے قادر الکلام شاعر تھے اور علمی و ادبی حلقوں میں انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ ایک عرصہ سے جماعتی مشاعروں کی شمع محفل تھے۔

انصاراللہ پاکستان کے ساتھ آپ کی گہری وابستگی تھی۔ انصاراللہ کے تحت ہونے والے مشاعروں اور خلفاء کی یادوں پر مبنی پروگرام میں شریک ہوتے اور محافل کی رونق بنتے۔ وفات سے چند روز قبل ہی مؤرخہ 25/جولائی 2015ء کو انصاراللہ ڈائمنڈ جوبلی کے تحت منعقدہ مشاعرہ میں بھی بطور مہمان خصوصی رونق افروز ہوئے اور اپنا کلام سُنایا۔ احباب جماعت کے ساتھ یہ آپ کا آخری اجتماعی پروگرام تھا۔ اس تقریب میں خلافت کی محبت میں جو کلمات آپ نے فرمائے ہیں وہ ہمارے لئے باعث تقلید ہیں۔ آپ نے کلام پیش کرنے سے پہلے فرمایا:

”الحمدللہ کہ ہم خلافت خامسہ کے عہد سعادت مبارک میں جی رہے ہیں...... یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اپنے اپنے طور پر ہم نے اس پانچویں نور کو دیکھا اور دیکھ رہے ہیں اور ہر چڑھتا ہوا دن شہادت دیتا ہے کہ یہ انسانی نور نہیں ہے یہ آسمانی نور ہے۔ آگے ہماری اپنی اپنی قسمت ہے کہ کس حد تک ہم اس نور سے نہ صرف مستفیض ہوتے ہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ چلنے کی کوشش بھی کرتے ہیں“

اپنا کلام پیش کرنے کے بعد اختتامی کلمات میں آپ نے بیان کیا کہ:

”دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس حالت میں اس دنیا سے ہم سب کو، اس دنیا سے جب جائیں تو یہ تشکر کے جذبات ساتھ ہوں کہ ہم نے اپنی حد تک اپنے اس عہد محبت کو اپنی پوری کوشش سے پورا کرنے کی کوشش کی“

یقیناً آپ اپنے عہد محبت خلافت اور عہد وقف کو پورا کر کے اس دنیا سے رخصت ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی اپنے عہدوں کو پورا کرنے کی توفیق دے۔ اور محترم چوہدری محمد علی صاحب کے درجات بلند فرمائے اور جماعت کو ایسے مخلصین عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین

ہم جملہ اراکین مجلس انصاراللہ پاکستان محترم چوہدری محمد علی صاحب کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور محترم چوہدری محمد علی صاحب مرحوم ومغفور کے جملہ لواحقین سے اظہار تعزیت کرتے ہیں اور مرحوم کی بلندی درجات کے لئے دعا گو ہیں۔

ہم ہیں اراکین عاملہ انصاراللہ پاکستان

Majlis Ansarullah
CELEBRATING 1940-2015 | 75 | YEARS

صرف احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کیلئے

ماہنامہ انصاراللہ

• ستمبر 2015ء۔ذیقعدہ،ذوالحجہ 1436ھ۔تبوک1394ہش • جلد47/شمارہ09 • ایڈیٹر محمود احمد اشرف

فہرست

• قربانیوں کے سلسلے اور عاجزانہ دعائیں	4	• رشتہ ناطہ کے مسائل اور تربیتی لائحہ عمل	23
• شعائر اللہ	5	• تربیتی مسائل اور انصار کا کردار	26
• عید قربان اور سنت رسولؐ	5	• حضرت مولانا شیر علی کی سیرت کے چند پہلو	29
• وَلَا شَكَّ اَنَّ مُحَمَّدًا شَمْسُ الْهُدٰى	6	• ورنہ وہ لگا دیتے اُجالوں پر بھی پابندی (منظوم کلام)	31
• فارسی منظوم کلام	7	• آئینہ عالم	32
• یقین ہر ایک دُکھ کو سہل کر دیتا ہے	8	• شذرات	33
• ابتلاؤں میں خدا تعالیٰ کے پیار کا سلوک	10	• ذیابیطس کے متعلق چند حقائق	35
• قربانیوں کی قبولیت کے راز	14	• مونگ پھلی	36
• کہاں جائے گا آدھی رات مضطر (منظوم کلام)	22	• اخبار مجالس	37

فون نمبر 047-6212982
فیکس 047-6214631
مینیجر 0336-7700250
ویب سائٹ: ansarullahpk.org
قائد اشاعت: quaid.ishaat@ansarullahpk.org
دفتر: ansarullahpakistan@gmail.com
magazine@ansarullahpk.org

مینیجر وپبلشر: عبدالمنان کوثر
پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ
اشاعت: دفتر انصاراللہ دارالصدر جنوبی، ربوہ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس، چناب نگر
سالانہ چندہ 300 روپے
فی پرچہ: 25 روپے

اداریہ

قربانیوں کے سلسلے اور عاجزانہ دعائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 29 مارچ 2013ء میں سورۃ البقرہ کی آیات 128-129 کے بعد فرمایا:

یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں، ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعمیر کے بعد اُس کا حق ادا کرنے کا ایک خوبصورت طریق ہمیں بتا دیا۔ اور ساتھ ہی حق ادا کرنے کیلئے دعاؤں کا طریق اور اُس طرف توجہ بھی دلا دی۔ پس اس پر غور کرنے کی ہمیں ضرورت ہے تا کہ نسلاً بعد نسلٍ اللہ تعالیٰ کے گھر کا حق ادا کرنے والے ہم میں سے پیدا ہوتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب وہ خانہ کعبہ کی دیواریں استوار کر رہے تھے تو یہ دعا مانگ رہے تھے کہ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا۔ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ پس یہ شان ایک حقیقی اللہ والے کی ہے اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے انبیاء ہی اللہ تعالیٰ کے قریب اور اللہ والے ہوتے ہیں کہ سالوں سے قربانیاں کر رہے ہیں، باپ بھی قربانی کر رہا ہے، بیٹا بھی قربانی کر رہا ہے، بیوی بھی قربانی کر رہی ہے لیکن یہ نہیں کہہ رہے کہ ہمیں اتنا عرصہ ہو گیا ہے قربانیاں کرتے ہوئے، اب ہم تیرے اس گھر کو بنا رہے ہیں، تیری خاطر بنا رہے ہیں، تیرے کہنے پر بنا رہے ہیں، اس لئے ہمارا حق بنتا ہے کہ ہماری ہر قربانی کو آج قبول کر اور قبول کر کے ہمارے لئے آسانیاں اور آسائشیں پیدا فرما۔ جماعت احمدیہ میں تو اس کا رواج نہیں ہے لیکن دوسرے مسلمانوں میں تو یہ رواج ہے کہ ذرا سی قربانی کی اور قربانی کے بعد پھر یہ کوشش ہوتی ہے کہ پھر اعلان کیا جائے۔ ایک روپیہ، دو روپے، چار روپے دے کر پھر (بیوت الذکر) میں اعلان ہوتے ہیں اور اگر بڑی قربانی ہو تو بہت زیادہ فخر کیا جاتا ہے۔ لیکن جو نمونہ ہمارے سامنے اللہ تعالیٰ نے ان دو نبیوں کے ذریعہ سے پیش فرمایا وہ یہ ہے کہ بیٹا خدا تعالیٰ کی خاطر ذبح ہونے کو تیار ہے، باپ بیٹے کو اللہ تعالیٰ کی خاطر ذبح کرنے کو تیار ہے۔ اور یہ سب کچھ اُس وقت ہو رہا ہے جب بیٹا چھوٹی عمر کا ہے اور بڑھاپے کی اولاد ہے۔ پھر قربانی کا معیار آگے بڑھتا ہے تو ایک لمبا عرصہ بیوی اور بیٹے کو غیر آباد جگہ میں قربانیاں کرنے کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے جہاں اس بات کا بھی قوی امکان ہے کہ بھوک اور پیاس سے دونوں ماں بیٹا شاید زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ اور پھر وہ وقت آتا ہے جب اللہ تعالیٰ بیٹے اور بیوی کی قربانی قبول فرماتا ہے۔ اگر اُن کے لئے پہلے سامان نہیں تھے تو پھر اُن کے لئے کھانے پینے کے سامان مہیا فرماتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے خانہ کعبہ کی تعمیر بھی شروع ہو جاتی ہے اور تعمیر کرنے والے بھی صرف دو اشخاص ہیں جو یہ عہد کر رہے ہیں کہ اس کی تعمیر کے ساتھ اب واپسی کے ہمارے تمام راستے بند ہیں۔ اب ہمارا مقصد خدا تعالیٰ کے گھر کو آباد کرنا ہے۔ یہاں ایسی آبادی بنانی ہے جو مومنین کی آبادی ہو، جو نیک لوگوں کی آبادی ہو، جو خدا تعالیٰ کو یاد کرنے والوں کی آبادی ہو، جو اُس کی عبادت کا حق ادا کرنے والوں کی آبادی ہو۔ ایسی آبادی بنانی ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والوں کی انتہا کو پہنچنے والی ہو۔

پس یہ لوگ تھے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اللہ تعالیٰ کا گھر بنا رہے تھے اور عاجزی اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا یہ حال ہے کہ یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس قربانی کو، اس کوشش کو قبول فرما لے۔ اپنے خاص رحم سے ہم پر رحم کرتے ہوئے اُسے قبول کر لے کہ یہ قبولیت ہمیں تیرے اور قریب کرنے والی بن جائے۔ پس یہ سبق قربانی کر کے پھر عاجزی سے اللہ تعالیٰ کے حضور جھک کر اُس قربانی کو قبول کرنے کی درخواست اور دعا کا ہے۔ اور یہی اصول ہے جو ہمیں بھی ہر وقت اپنے پیشِ نظر رکھنا چاہئے۔

(خطبات مسرور جلد یازدہم صفحہ 198 تا 200)

شعائر اللہ

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ۔ (سورة البقرہ:159)

یقیناً صفا اور مروہ شعائر اللہ میں سے ہیں پس جو کوئی بھی اس بیت کا حج کرے یا عمرہ ادا کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ ان دونوں کا بھی طواف کرے۔ اور جو نفلی طور پر نیکی کرنا چاہے تو یقیناً اللہ شکر کا حق ادا کرنے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

☆☆☆

حدیث نبوی ﷺ

عیدِ قربان اور سنت رسول ﷺ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْأَضْحٰى بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا قَضٰى خُطْبَتَهُ نَزَلَ مِنْ مِنْبَرِهِ وَأُتِيَ بِكَبْشٍ فَذَبَحَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ هٰذَا عَنِّي وَعَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي ○

(سنن ابوداؤد کتاب الضحایا، حدیث:2812)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اس حدیث کی تشریح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"سنن ابی داؤد کتاب الضحایا میں حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت ہے کہ میں ایک اَضحِیَہ کی عید کے موقع پر آنحضرت ﷺ کے ساتھ عید گاہ میں موجود تھا۔ جب حضور ﷺ نے خطبہ مکمل کرلیا تو منبر سے اترے، تب ایک مینڈھا لایا گیا اور حضورؐ نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور فرمایا بسم اللہ اللہ اکبر۔ اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ سب سے بڑا ہے یہ میری طرف سے اور میری امت کے ان افراد کی طرف سے ہے جنہوں نے قربانی نہیں کی۔ پس یہ ایک عظیم سنت ہے جسے زندہ رکھنا چاہئے یعنی اپنی قربانی میں امت(۔) کے ان افراد کو بھی شامل کرلیا کریں جنہوں نے قربانی نہیں کی۔ کسی غربت کی وجہ سے یا اور مجبوریوں کے باعث تو اس طرح ساری امت کی طرف سے وہ ایک قربانی جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی قربانی تھی اس میں(۔) بھی شامل ہو جائیں گے اور اس زمانے میں امت(۔) کے محروموں کی طرف سے آپ گویا رسول اللہ ﷺ کی نمائندگی کرتے ہوئے یہ فریضہ ادا کریں گے۔ چونکہ اکثر لوگوں کو یہ علم نہیں کہ کس طرح حضور اکرم ﷺ نے اپنی امت کی طرف سے قربانی کی ہے اور میں سمجھتا ہوں یہ قربانی آج تک بھی اسی طرح امت کے ان محروموں کو فائدہ پہنچا رہی ہے جن کے دل میں خواہش تو ہوتی ہے مگر قربانی نہیں کرسکتے"

(خطبہ عیدالاضحیہ، 8/اپریل 1998 بحوالہ خطبات عیدین صفحہ 632,631)

وَلا شَکَّ اَنَّ مُحَمَّدًا (صلی اللہ علیہ وسلم) شَمْسُ الْھُدٰی

وَاِنَّ اِمَامِیْ سَیِّدُ الرُّسْلِ اَحْمَدٌ ● رَضِیْنَاہُ مَتْبُوْعًا وَّرَبِّیْ یَنْظُرُ

یقیناً میرا پیشوا تو رسولوں کا سردار احمد ﷺ ہے۔ہم نے اس کو متبوع کے طور پر پسند کرلیا ہےاور میرا رب دیکھ رہا ہے۔

وَلا شَکَّ اَنَّ مُحَمَّدًا شَمْسُ الْھُدٰی ● اِلَیْہِ رَغِبْنَا مُؤْمِنِیْنَ فَنَشْکُرُ

بے شک حضرت محمد ﷺ ہدایت کے آفتاب ہیں ہم نے اس کی طرف مومن ہو کر رغبت کی پس ہم شکر کرتے ہیں۔

لَہٗ دَرَجَاتٌ فَوْقَ کُلِّ مَدَارِجٍ ● لَہٗ لَمَعَاتٌ لا یَلِیْھَا تَصَوُّرُ

آپ کے درجات تمام درجات سے بلند تر ہیں۔آپ کی ایسی تجلیات ہیں کہ وہ تصور میں بھی نہیں آسکتیں۔

اَبَعْدَ نَبِیِّ اللّٰہِ شَیْءٌ یُّرُوْقُنِیْ ● اَبَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَجْہٌ مُّنَوَّرُ

کیا نبی اللہ کے بعد کوئی چیز مجھے اچھی لگ سکتی ہے کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور منور چہرہ بھی ہے؟

عَلَیْکَ سَلَامُ اللّٰہِ یَا مَرْجَعَ الْوَرٰی ● لِکُلِّ ظَلَامٍ نُوْرُ وَجْھِکَ نَیِّرُ

تجھ پر اللہ کا سلام ہے اے مرجع خلائق! ہر تاریکی کے لئے تیرے چہرے کا نور ایک آفتاب ہے۔

وَیَحْمَدُکَ اللّٰہُ الْوَحِیْدُ وَجُنْدُہٗ ● وَیُثْنِیْ عَلَیْکَ الصُّبْحُ اِذْ ھُوَ یَجْشُرُ

اور خدائے یکتا تیری تعریف کرتا ہےاور اس کا لشکر بھی۔نیز صبح بھی تیری تعریف کرتی ہے جب وہ طلوع ہوتی ہے۔

مَدَحْتُ اِمَامَ الْاَنْبِیَاءِ وَاِنَّہٗ ● لَاَرْفَعُ مِنْ مَّدْحِیْ وَاَعْلٰی وَاَکْبَرُ

میں نے انبیاء کے امام کی مدح کی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ وہ میری مدح سے بالا اور اعلیٰ اور اکبر ہے۔

وَصَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا اَیُّھَا الْوَرٰی ● وَذَرُوْا لَہٗ طُرُقَ التَّشَاجُرِ تُوْجَرُوْا

اور اے تمام لوگو! اس پر درود و سلام بھیجو اور اس کی خاطر جھگڑے کی راہیں چھوڑ دو کہ اجر پاؤ۔

(حمامۃ البشریٰ،(۔) جلد7 صفحہ 331-332ترجمہ از القصائد الاحمدیہ)

ایں سرائے زوال وموت وفناست

عیش دُنیائے دوں دمے چندست
آخرش کار باخداوند ست

اس ذلیل دنیا کا عیش چند روزہ ہے بالآخر خدا تعالیٰ سے ہی کام پڑتا ہے

ایں سرائے زوال وموت وفناست
ہر کہ بنشست اندریں برخاست

یہ دُنیا زوال مَوت اور فنا کی سرائے ہے جو بھی یہاں رہا وہ آخر رخصت ہوا

یک دمے رَو بسوئے گورستاں
و از خموشانِ آں پُرس نشاں

تھوڑی دیر کے لئے قبرستان میں جا اور وہاں کے مُردوں سے حال پوچھ

کہ مآلِ حیاتِ دُنیا چیست
ہر کہ پیدا شد ست تا کے زیست

کہ دُنیاوی زندگی کا انجام کیا ہے اور جو پیدا ہوا وہ کب تک جیا ہے

ترک کُن کین وکبرو ناز و دلال
تا نہ کارت کشد بُسوئے ضلال

کینہ، تکبر فخر اور ناز چھوڑ دے تاکہ تیرا خاتمہ گمراہی پہ نہ ہو

(درثمین فاری مترجم صفحہ 33 ترجمہ از حضرت میر محمد اسماعیل صاحب)

یقین ہر ایک دُکھ کو سہل کر دیتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"اے خدا کے طالب بندو! کان کھولو اور سنو کہ یقین جیسی کوئی چیز نہیں ۔یقین ہی ہے جو گناہ سے چھڑاتا ہے۔یقین ہی ہے جو نیکی کرنے کی قوت دیتا ہے، یقین ہی ہے جو خدا کا عاشق صادق بناتا ہے۔کیا تم گناہ کو بغیر یقین کے چھوڑ سکتے ہو۔کیا تم جذبات نفس سے بغیر یقینی تجلّی کے رُک سکتے ہو۔کیا تم بغیر یقین کے کوئی تسلی پا سکتے ہو۔کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی تبدیلی پیدا کر سکتے ہو کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی خوشحالی حاصل کر سکتے ہو۔کیا آسمان کے نیچے کوئی ایسا کفارہ اور ایسا فدیہ ہے جو تم سے گناہ ترک کرا سکے......افسوس ہے اُن عیسائیوں پر جو یہ کہہ کر مخلوق کو دھوکا دیتے ہیں کہ ہم نے مسیح کے خون سے گناہ سے نجات پائی ہے حالانکہ وہ سر سے پیر تک گناہ میں غرق ہیں ۔وہ نہیں جانتے کہ اُن کا کون خدا ہے۔بلکہ زندگی تو غفلت آمیز ہے۔شراب کی مستی اُن کے دماغ میں ہے مگر وہ پاک مستی جو آسمان سے اُترتی ہے اُس سے وہ بے خبر ہیں۔اور جو زندگی خدا کے ساتھ ہوتی ہے اور جو پاک زندگی کے نتائج ہوتے ہیں وہ اُس سے بے نصیب ہیں ۔پس تم یاد رکھو کہ بغیر یقین کے تم تاریک زندگی سے باہر نہیں آ سکتے اور نہ روح القدس تمہیں مل سکتا ہے۔مبارک وہ جو یقین رکھتے ہیں کیونکہ وہی خدا کو دیکھیں گے۔مبارک وہ جو شبہات اور شکوک سے نجات پا گئے ہیں کیونکہ وہی گناہ سے نجات پائیں گے۔مبارک تم جب کہ تمہیں یقین کی دولت دی جائے کہ اس کے بعد تمہارے گناہ کا خاتمہ ہوگا۔گناہ اور یقین دونوں جمع نہیں ہو سکتے ۔کیا تم ایسے سوراخ میں ہاتھ ڈال سکتے ہو جس میں تم ایک سخت زہریلے سانپ کو دیکھ رہے ہو۔کیا تم ایسی جگہ کھڑے رہ سکتے ہو جس جگہ کسی کوہ آتش فشاں سے پتھر برستے ہیں یا بجلی پڑتی ہے یا ایک خونخوار شیر کے حملہ کرنے کی جگہ ہے۔یا ایک ایسی جگہ ہے جہاں ایک مہلک طاعون نسلِ انسان کو معدوم کر رہی ہے پھر اگر تمہیں خدا پر ایسا یقین ہے جیسا کہ سانپ پر یا بجلی پر یا شیر پر یا طاعون پر تو ممکن نہیں کہ اس کے مقابل پر تم نافرمانی کر کے سزا کی راہ اختیار کر سکو یا صدق و وفا کا اُس سے تعلق توڑ سکو۔

اَے وے لوگو! جو نیکی اور راستبازی کے لیے بلائے گئے ہو تم یقیناً سمجھو کہ خدا کی کشش اُس وقت تم میں پیدا ہوگی اور اُسی وقت تم گناہ کے مکروہ داغ سے پاک کیے جاؤ گے جبکہ تمہارے دل یقین سے بھر جائیں گے۔شاید تم کہو گے کہ ہمیں یقین حاصل ہے سو یاد رہے کہ یہ تمہیں دھوکا لگا ہوا ہے۔یقین تمہیں ہرگز حاصل نہیں کیونکہ اُس کے لوازم حاصل نہیں ۔وجہ یہ کہ تم گناہ سے باز نہیں آتے تم ایسا قدم آگے نہیں اُٹھاتے جو اُٹھانا چاہیے۔تم ایسے طور سے نہیں ڈرتے جو ڈرنا چاہیے۔خود سوچ لو

کہ جس کو یقین ہے کہ فلاں سوراخ میں سانپ ہے وہ اس سوراخ میں کب ہاتھ ڈالتا ہے اور جس کو یقین ہے کہ اس کے کھانے میں زہر ہے وہ اس کھانے کو کب کھاتا ہے۔ اور جو یقینی طور پر دیکھ رہا ہے کہ اس فلاں بَن میں ایک ہزار خونخوار شیر ہے اُس کا قدم کیونکر بے احتیاطی اور غفلت سے اُس بَن کی طرف اُٹھ سکتا ہے۔ سو تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں اور تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں کیونکر گناہ پر دلیری کر سکتی ہیں اگر تمہیں خدا اور جزا سزا پر یقین ہے۔ گناہ یقین پر غالب نہیں ہو سکتا اور جب کہ تم ایک بھسم کرنے اور کھا جانے والی آگ کو دیکھ رہے ہو تو کیونکر اُس آگ میں اپنے تئیں ڈال سکتے ہو اور یقین کی دیواریں آسمان تک ہیں شیطان اُن پر چڑھ نہیں سکتا۔ ہر ایک جو پاک ہوا وہ یقین سے پاک ہوا۔ یقین دُکھ اُٹھانے کی قوت دیتا ہے یہاں تک کہ ایک بادشاہ کو تخت سے اُتارتا ہے اور فقیری جامہ پہناتا ہے۔ یقین ہر ایک دُکھ کو سہل کر دیتا ہے۔ یقین خدا کو دکھاتا ہے۔ ہر ایک کفارہ جھوٹا ہے اور ہر ایک فدیہ باطل ہے۔ اور ہر ایک پاکیزگی یقین کی راہ سے آتی ہے۔ وہ چیز جو گناہ سے چھڑاتی اور خدا تک پہنچاتی اور فرشتوں سے بھی صدق اور ثبات میں آگے بڑھا دیتی ہے وہ یقین ہے۔ ہر ایک مذہب جو یقین کا سامان پیش نہیں کرتا وہ جھوٹا ہے۔ ہر ایک مذہب جو یقینی وسائل سے خدا کو دکھا نہیں سکتا وہ جھوٹا ہے۔ ہر ایک مذہب جس میں بجز پرانے قصوں کے اور کچھ نہیں وہ جھوٹا ہے۔ خدا جیسے پہلے تھا وہ اب بھی ہے اور اس کی قدرتیں جیسی پہلے تھیں وہ اب بھی ہیں اور اُس کا نشان دکھلانے پر جیسا کہ پہلے اقتدار تھا وہ اب بھی ہے۔ پھر تم کیوں صرف قصوں پر راضی ہوتے ہو۔ وہ مذہب ہلاک شدہ ہے جس کے معجزات صرف قصے ہیں جس کی پیشگوئیاں صرف قصے ہیں اور وہ جماعت ہلاک شدہ ہے جس پر خدا نازل نہیں ہوا اور جو یقین کے ذریعہ سے خدا کے ہاتھ سے پاک نہیں ہوئی۔ جس طرح انسان نفسانی لذات کا سامان دیکھ کر اُن کی طرف کھینچا جاتا ہے اِسی طرح انسان جب روحانی لذات یقین کے ذریعہ سے حاصل کرتا ہے تو وہ خدا کی طرف کھینچا جاتا ہے اور اس کا حسن اس کو ایسا مست کر دیتا ہے کہ دوسری تمام چیزیں اُس کو سراسر ردّی دکھائی دیتی ہیں۔ اور انسان اُسی وقت گناہ سے مخلصی پاتا ہے جب کہ وہ خدا اور اُس کے جبروت اور جزا سزا پر یقینی طور پر اطلاع پاتا ہے۔ ہر ایک بیباکی کی جڑھ بے خبری ہے۔ جو شخص خدا کی یقینی معرفت سے کوئی حصہ لیتا ہے وہ بیباک نہیں رہ سکتا۔ اگر گھر کا مالک جانتا ہے کہ ایک پُر زور سیلاب نے اُس کے گھر کی طرف رُخ کیا ہے اور یا اُس کے گھر کے اِردگرد آگ لگ چکی ہے اور صرف ایک ذرہ سی جگہ باقی ہے تو وہ اس گھر میں ٹھہر نہیں سکتا تو پھر تم خدا کی جزا سزا کے یقین کا دعویٰ کر کے کیونکر اپنی خطرناک حالتوں پر ٹھہر رہے ہو۔ سو تم آنکھیں کھولو اور خدا کے اُس قانون کو دیکھو جو تمام دنیا میں پایا جاتا ہے" (...... جلد 19 صفحہ نمبر 66 تا 68)

مرسلہ: مکرم انتصار احمد ذکی صاحب۔ اسلام آباد

ابتلاؤں میں خداتعالیٰ کے پیار کا سلوک

بیان فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث

2مارچ 1980 کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مجلس انصاراللہ کراچی سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''1974ء میں خداتعالیٰ نے اتنے پیار کا مظاہرہ کیا ہے کہ آپ اندازہ ہی نہیں کرسکتے۔یعنی جہاں تکلیف ہوئی ہے وہاں خدا کا پیار ظاہر ہوا ہے۔گوجرانوالہ سے ایک حکیم نظام جان کے دو بچے اب انگلستان چلے گئے ہیں۔دو بھائی وہاں اُس وقت تھے۔اُن کا گھیراؤ ہوا۔دو منزلہ مکان۔ نیچے انہوں نے آگ لگادی۔ایک ہی رستہ تھا نیچے اُترنے کا۔اور وہ دو منزلہ مکان کی چھت مجموعی طور پر پینتیس فٹ اُوپر تھی۔اور نیچے جہاں وہ چھلانگ مار سکتے تھے پینتیس فٹ سے،وہ پکی سڑک تھی۔ جب آگ زیادہ بڑھنی شروع ہوئی تو انہوں نے چھلانگ ماری۔تو اگلے دن ایک بھائی میرے پاس آ گیا۔مجھے کہنے لگے کہ ہم نے تو خدا کا عجیب نشان دیکھا کہ ہماری دولت اُس نے لے لی لیکن ہماری زندگیوں کی عجیب طرح حفاظت کی۔پھر یہ واقعہ سنایا۔کہنے لگے ہم دو بھائی کوٹھے کی چھت پر چڑھے ہوئے۔جب آگ اُوپر آنی شروع ہوئی تو اُوپر سے چھلانگ لگائی۔ کہتا ہے کہ میں نے چھلانگ لگائی تو مجھے یہ یقین تھا کہ دونوں لاتوں کی ہڈیاں ضرور ٹوٹ جائیں گی۔کہنے لگا،نیچے اُترا ہوں تو انگلی کی ہڈی بھی نہیں ٹوٹی۔اُسی طرح ٹھیک بالکل۔وہاں سے نکل کے، بچ کے نکل گئے۔کہنے لگا سارا مکان جل گیا۔بچوں نے پندرہ بیس دن کے چوزے مرغی کے دل بہلانے کے لئے دس بارہ،اُنہوں نے رکھے ہوئے تھے وہ ایک کوٹھڑی میں تھے۔ساری کوٹھڑی جل گئی۔اُس کا دروازہ بھی جل گیا اور وہ چوزے چُوں چُوں کرتے ہوئے باہر نکل آئے ہمسائے کے گھر میں۔ہمیں تو خداتعالیٰ نے یہ نشان دکھایا۔کسی کو کچھ دکھایا۔ہر ایک کو کہا کہ میں تم سے پیار کرتا ہوں۔اور اسی وجہ سے میں نے کہا تھا کہ مسکراتے رہو۔وہ مسکراتے رہے۔شیخوپورہ اور گوجرانوالہ کے درمیان ایک گاؤں ہے تتلے عالی۔وہاں ایک خاندان تھا۔دو بھائی،اُن کے بیوی بچے۔ڈیزل وغیرہ کا کام کرتے تھے۔اچھے کھاتے پیتے،بڑا اثر و رسوخ۔ہمیں اطلاع یہ ملی کہ دونوں بھائیوں کو ماردیا ہے اور بیوی بچوں کو لے گئے ہیں اغوا کرکے۔میں نے ہدایت کی کہ یہ جو اغوا کرنے والا مسئلہ ہے،یہ ذرا ٹیڑھا ہے۔پتہ لیں۔وہ ہیں کہاں۔واپس لائیں گے، ہمارے بچے ہیں۔دو نوجوان گئے۔رضا کار۔کچھ پتہ نہیں تھا وہ کہاں گئے۔یعنی خبر تو یہ تھی مرگئے۔وہ کہاں لے گئے۔وہاں پہنچے۔کھوکھے پہ چائے پی۔تانگے والوں سے پوچھا۔ادھر جدھر

اُترے، پتہ لگا وہ اس رخ پہ گئے ہیں، وہاں گئے ۔ایک گاؤں والوں نے کہا اگلے گاؤں گئے ہیں ۔اس قسم کے کچھ لوگ تو جاتے نظر آئے ہمیں۔صبح سے گئے ہوئے رات کے دس بجے اُس گاؤں میں جا پہنچے جہاں وہ خاندان تھا۔وہاں اُن کے کوئی عزیز تھے،وہاں چلے گئے۔وہاں جا کے اُن کو پتہ لگا کہ بھائی مرے نہیں، زخمی ہیں ۔بہت بری طرح اُن کو زخمی کیا ہوا تھا۔لیکن ہمت والے تھے وہ اپنے بیوی بچوں کو لے کے وہاں چلے گئے ۔سب کچھ اُن کا لٹ گیا۔رات کے دس بجے پہنچے ۔اُن کو کہنے لگے،تم ہو کون ۔رضا کار نے کہا میں آیا ہوں ربوہ سے آپ کی خیریت پوچھنے ۔کہنے لگے ناظر امور عامہ کا نام کیا ہے؟ کہنے لگے مجھے نہیں پتہ ۔وہ ایک گاؤں کے نوجوان تھے ۔پوچھا فلاں کا نام کیا ہے؟ کہا کہ نام تو ہمیں کچھ نہیں پتہ ۔وہ کہنے لگے یعنی یہ دیکھیں کتنا ایک احمدی کا اخلاق جو ابھرا چاہئے، وہ نمایاں ہوا۔لٹ لٹا کے وہاں آئے ہوئے ۔انہوں نے کہا کہ پتہ نہیں تم دوست ہو یا دشمن۔تمہیں پتہ تو کسی کا بھی نہیں، ہو ہمارے مہمان۔چارپائی بچھاتے ہیں ۔بستر ادیتے ہیں۔کھانے کو دیں گے۔یہاں سو جاؤ تم آرام سے۔دو آدمی تھے ۔ایک آدمی پستول لے کے ساری رات تمہارے سرہانے بیٹھا رہے گا۔ کیونکہ اگر تم دشمن ہو تو یہاں سے آگے کیا کرو گے۔آگے ہمارا سب کچھ لوٹ لیا تم نے ۔خیر اگلے دن وہ صبح آئے ۔انہوں نے آ کے ہمیں خبر دی۔ ہمارے لئے بڑی خوشی کا باعث تھا کہ وہ زندہ سلامت تھے ۔میں نے ہدایت دی کہ اُنہی کو پھر دوبارہ بھیجو خط دے کے۔اُس وقت تو ان کے پاس خط وط،کوئی نشانی نہیں تھی ۔اور وہ سلام بھی کہیں میری طرف سے بھی اور خود میں نے اپنی طرف سے اُن کو کوئی رقم بھجوائی ۔مجھے خیال تھا کہ جس قسم کی اُن سے انہوں نے باتیں کی ہیں، اُنہوں نے انجمن کے پیسے بھی نہیں لینے ۔وہ بہرحال ضرورت مند ہیں، سارا کچھ لوٹا گیا ہے اُن کا۔پیسے بھجوائے ،خط بھیجا۔وہاں پہنچے تو ہر چیز لوٹی گئی تھی اُس خاندان کی ۔لیکن اس قسم کا جذبہ ابھرا کہ اُن کی عورتیں باہر نکل آئیں ۔اُن کو کہنے لگیں کہ ہمارا پیغام دے دو حضرت صاحب کو یہ تو کچھ بھی نہیں ہے ۔ہمارے مال لوٹ لئے ۔ہماری جانیں بھی جائیں تو کوئی پرواہ نہیں ۔احمدیت کی خاطر ہم وہ بھی دینے کو تیار ہیں ۔الغرض ہر جگہ جہاں ظلم کیا گیا وہاں خدا نے اپنے پیار کا ساتھ دیا۔پیار کا نمونہ دکھا دیا۔سچی خوابیں اتنی کثرت سے آئیں کہ اب ایسا واقعہ ہونے والا ہے ۔یہ ہونے والا ہے ۔تو خدا تو پیار کرنے کے لئے تیار ہے ۔عملاً وہ کر رہا ہے ۔یعنی جو اُس سے پیار کرتے ہیں ۔اُس کی خاطر تکلیف اُٹھاتے ہیں ۔وہ کان میں آ کے یہی کہتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔

’’74ء میں جب میں نیشنل اسمبلی گیا ہوں ۔خدا تعالیٰ نے بہت نشان دکھائے ۔بہت بڑا نشان یعنی عجیب ہے اپنی کیمت VOLUME کے لحاظ سے کہ جب انہوں نے کہا کہ پہلے تو زبردستی مجھے بلایا۔ہم نے کراس ایگزیمن (CROSS

EXAMINE) کرنا ہے۔ پہلے کہا کہ محضرنامہ خود پڑھو جماعت کا۔ ہم سوال کریں گے۔ آپ جواب دیں۔ مجھے پتہ لگا تو میں نے پیغام بھیجا کہ نوے سال پر پھیلا ہوا ہے ہمارا لٹریچر۔ اور مذہب کا معاملہ ہے۔ بڑا سنجیدہ ہے۔ اور میں نے کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ سارا لٹریچر مجھے زبانی یاد ہے۔ ایک دن پہلے آپ سوال لکھ دیں، بھجوادیں۔ ہمیں دے دیں۔ اگلے دن ہم جواب دے دیں گے۔ انہوں نے کہا نہیں۔ ہمارا یہ فیصلہ ہے کہ اُسی وقت سوال ہوگا۔ اُسی وقت آپ جواب دیں گے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ دعا کی بھی اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے۔ قریباً ساری رات میں نے دعا کی خدا سے۔ خیر مانگی اُس سے۔ صبح کی اذان سے ذرا پہلے مجھے یہ کہا گیا۔ وَسِّعْ مَكَانَكَ. اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ کہ مہمان تو پہلے سے بھی زیادہ آئیں گے۔ اتنی بڑی خوشخبری۔ یہ استہزاء کا منصوبہ تو بنا رہے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے۔ لیکن فکر کیوں کرتے ہو؟ ہم تمہارے لئے کافی ہیں۔ ان کی رپورٹ جو تھی، وہ یہ تھی کہ انہوں نے گیارہ دنوں پر پھیلا کر کل باون گھنٹے دس منٹ مجھے CROSS EXAMINE کیا۔ باون گھنٹے دس منٹ كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ کا مجھے یہ نظارہ نظر آتا تھا جس طرح فرشتہ میرے پاس کھڑا ہے۔ جہاں مجھے جواب نہیں آتا تھا وہاں مجھے جواب سکھایا جاتا تھا۔ بعض دفعہ یہ بتایا جاتا تھا کہ یہ جواب اس طرح دینا ہے۔ مثلاً ایک رات شام کو مجھے یہ کہا گیا کہ اس کا جواب نہیں دینا اس وقت۔ کل صبح دینا ہے۔ میرے پیچھے پڑ گئے۔ میں نے کہا میں نے دینا ہی نہیں۔ بہت پیچھے پڑے۔ میں نے کہا آپ یہ لکھ لیں، میں نہیں جواب دینا چاہتا۔ میں نے اس وقت جواب نہیں دینا تو مجھے یہی کہا گیا تھا کہ کل صبح دینا جواب۔ کیونکہ کل صبح دینے میں اُن کے لئے کافی خفت کا سامان پیدا ہوتا تھا۔ یعنی اس تفصیل کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے راہنمائی کی۔ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ باون گھنٹے دس منٹ پر ہر ہر سوال کا جواب مجھے وصول ہوا یا سوال سکھایا جاتا تھا یا یہ کہ اس کا جواب کس طرح دینا ہے، یہ بتایا جاتا تھا۔ ایک دن یہ سوال کیا۔ ایک پیرا یہاں سے شروع ہوا۔ یہ ایک صفحہ سمجھیں اس کو۔ یعنی بیچ میں لکیر نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ہے۔ یہاں سے شروع ہوا۔ یہاں جا کے ختم ہوا۔ یہاں سے ایک فقرہ اُٹھایا سوال کے لئے۔ ایک فقرہ ایک پیرے سے اُٹھا کے کہنے لگے، یہ تو جی بڑے قابل اعتراض فقرے لکھ گئے ہیں مرزا غلام احمد صاحب۔ تو بڑا فساد پیدا ہوتا ہے۔ اس قسم کی باتیں شروع کر دیں۔ مجھے کہا گیا ابھی جواب دو۔ مجھے جواب کوئی نہیں آتا تھا۔ یعنی یہ حقیقت ہے بغیر ذرا مبالغہ کے کہ میں بالکل اندھیرے میں تھا۔ میں نے کہا کہ کتاب بھیج دیں، میرے پاس کتاب نہیں ہے۔ مجھے کتاب بھیج دیں۔ ابھی میں جواب دے دیتا ہوں۔ یحیٰی بختیار کہنے لگے۔ اچھا کل پھر آپ دے دیں۔ کوئی ضروری نہیں ہے ابھی دیں۔ میں نے کہا میں کہہ رہا ہوں۔ میں نے ابھی دینا ہے جواب۔ تو آپ مجھے کتاب بھیج دیں۔ دو تین دفعہ تکرار کے بعد وہ لے آیا نشان لگا کے۔ کتاب میں نے کھولی۔ جہاں سے وہ پیرا شروع

ہوتا تھا۔ تین چار سطریں نیچے وہ فقرہ تھا جہاں اُس کا جواب تھا۔ اور میری آنکھ نے وہی پکڑا۔ میں نے پہلی ہی نظر میں اُس کو پکڑا۔ میری عادت تھی جہاں مجھے موقع ملتا تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا کلام اُن کے کانوں میں ڈال دیتا تھا۔ تو میں نے کہا آپ نے ایک فقرہ پڑھا اور اعتراض کر دیا۔ میں ایک پیراپڑھ دیتا ہوں اور آپ کو جواب مل جائے گا۔ میں نے سارا پیراپڑھ دیا اتنی تفصیل میں۔ تو اس سے بڑا انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔ گیارہ دن، باون گھنٹے دس منٹ جو خدا نے کہا تھا، اُس کے مطابق میری رہنمائی کرتا رہا۔ ایک دن مجھے شام کو خدا نے کہا کہ کل ایک ایسا سوال کیا جائے گا کہ تمہارے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل جائے گی۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو کہہ دیا کہ مجھے خدا نے یہ بتایا ہے، ہوشیار ہو جائیں۔ گیارہ بجے چائے کا وقفہ ہوا۔ کوئی ایسا سوال نہیں آیا۔ سوال آتے گئے۔ جواب دیتے رہے۔ کھانے کا وقت آ گیا۔ کوئی سوال نہیں۔ شام کی چائے پینے کے لئے بہت سارے وقفے آیا کرتے تھے۔ اُس وقت تک کچھ سوال نہیں ہوا۔ بالکل آخری پانچ دس منٹ بلکہ آخری سوال کر دیا۔ بالکل کسی کو اس کے جواب کا نہیں پتہ تھا۔ ہم دے ہی نہیں سکتے تھے اُس کا جواب۔ بڑی پریشانی اُٹھانی پڑی۔ ہم نے اُن کو کہا کہ کل دیں گے جواب۔ انہوں نے کہا کہ ہاں ٹھیک ہے۔ دیر ہوگئی ہے۔ کل ہی دے دیں۔ مشورہ کیا اُس کے جواب کے لئے۔ فون کیا۔ دس سال کے الفضل کے فائل منگوائے ربوہ سے۔ وہاں سے موٹر چلی۔ صبح کی اذان کے وقت وہاں پہنچی۔ اُس کو دیکھا۔ تلاش کیا۔ وہاں سے وہ جواب ڈھونڈا تب تسلی ہوئی۔ یعنی ساری رات خدا تعالیٰ نے پریشان رکھا، دعائیں کرائیں۔ یہ بھی اُس کا احسان ہے۔ لیکن بتا دیا تھا پہلے کہ اتنی پریشانی اُٹھاؤ گے کہ حد نہیں۔ پھر وہ جواب دیا اُن لوگوں کو۔ تو انصار اللہ سے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ کی ذمہ داری ہے ساری دُنیا کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرنا ہے" (تاریخ انصار اللہ جلد دوم صفحہ 93-97)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو خط لکھنے کا پتہ

16 Gressenhall Road London , SW18 - 5QL,

UNITED KINGDOM

فیکس نمبر

0044-20887-05234

قربانیوں کی قبولیت کے راز

(خطبہ عیدالاضحیہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 5 راگست **1987** ء بمقام اسلام آباد، ٹلفورڈ، انگلستان)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے سورۃ البقرہ کی آیات 128 تا 130 کی تلاوت کی اور فرمایا:

یہ عید جو آج کے دن ہم منا رہے ہیں اس کا قربانیوں کے ساتھ ایک تعلق ہے جو ہر (۔) کو معلوم ہے۔ چنانچہ اس عید کو عیدالاضحیہ یعنی قربانیوں کی عید کا نام دیا گیا ہے۔ قربانی کا جیسا عید سے تعلق ہے ویسا ہی اس کا ایک قبولیت سے بھی تعلق ہے اور عموماً اس تعلق کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں جہاں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خانہ کعبہ کی عمارت کی بنیادیں بلند کرنے کا ذکر آیا ہے وہاں ساتھ ہی یہ دعا بھی ان کی بتلائی گئی کہ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اے اللہ! ہماری طرف سے یہ قبول فرما۔ وہ کیا چیز تھی جسے قبول کرنے کے لئے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک عاجزانہ درخواست کر رہے تھے؟ بالعموم تو دنیا میں یہ خیال پایا جاتا ہے اور عام طور پر جتنی بھی انسان نیکیاں بجا لاتا ہے اسی خیال کے تابع کہ نیکی کرتے ہی خود بخود وہ مقبول ہو جاتی ہے اور کہاں انسان ہر نیکی کے ساتھ ساتھ یہ عاجزانہ دعائیں کرتا ہے کہ اے خدا! میری اس نیکی کو بھی قبول فرمالے، اس نیکی کو بھی قبول فرمالے اور قرآن کریم سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود ہی نیکیوں پر بہت ہی پیاری نظر ڈالتا ہے اور خدا کی باریک نظر سے کوئی نیکی اوجھل نہیں رہتی چنانچہ فرمایا: (۔)(الزلزال 8-9)

جس کسی نے بھی ایک ذرے کے برابر بھی نیکی کی وہ خدا کی نظر کے سامنے رہتی ہے اور جس کسی نے بھی ایک معمولی ادنیٰ سی بھی بدی کی، ذرہ کے برابر وہ بھی خدا کی نظر کے سامنے ہوتی ہے تو جب نیکیوں کے متعلق خدا تعالیٰ کا بندوں سے یہ سلوک دکھائی دیتا ہے اور ویسے بھی انسان یہ محسوس کرتا ہے کہ نیکیاں تو کی ہی خدا کی خاطر جاتی ہیں، اس بات کا احتمال کیا ہے کہ نیکی ہم کریں اور خدا قبول نہ کرے؟ اس کے باوجود حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خصوصیت کے ساتھ یہ عرض کرنا کہ تَقَبَّلْ مِنَّا اے خدا! ہم سے قبول فرمالینا۔ کیا وہ کوئی خاص نیکی تھی؟ کیا وہ کوئی خاص قسم کی قربانی تھی جو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذہن میں تھی؟

جب اس سے اگلی آیت کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہاں کسی قدر یہ تفصیل ملتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے وہ کیا چیز تھی جسے وہ خدا کے حضور پیش کر رہے تھے؟ فرمایا: رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ کہ اے خدا! ہم باپ اور بیٹا اپنے دونوں کے وجود تیرے حضور پیش کر رہے ہیں، کامل طور پر تیرا ہو جانے کا وعدہ

کرتے ہیں اور یہی تمنا لے کر آئے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ ہم یہ بھی التجا کرتے ہیں کہ ہماری اولاد کو بھی اپنے لئے وقف کر لیا اور اپنا بنا لیا وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا کا مضمون اس وقف سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔اس کے بعد یہ عرض کیا اَرِنَا مَنَاسِكَنَا جب تو نے ہمیں اپنا بنا لیا ہم تیرے لئے وقف ہو گئے تو پھر ہمیں خدمت پر لگانا، ہمیں بتانا کہ یہ یہ قربانیاں کرو۔یہ یہ تمہاری قربان گاہیں ہیں اور پھر ہم سے غفلتیں ہوں گی، کمزوریاں ہوں گی، تیرے منشا کو عین تیری مرضی کے مطابق ادا نہیں کر سکیں گے۔تُبْ عَلَيْنَا پھر ہم سے مغفرت کا سلوک بھی فرمانا اور بار بار ہماری لغزشوں سے پردہ پوشی کرنا۔ہماری توبہ کو قبول کرنا۔اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ تو تو بہت ہی زیادہ بار بار توبہ کو قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔تو معلوم ہوا کہ جہاں قبولیت کا مضمون ملتا ہے وہاں وقف زندگی کے ساتھ اس کا تعلق ہے اور یہ مضمون ایک اور آیت میں بھی خوب کھول کر بیان ہوا ہے جس کا تعلق حضرت مریم کی والدہ کے مَنّت ماننے سے ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب حضرت مریم کی والدہ نے خدا کے حضور دعا کی کہ میں تیرے حضور وہ بچہ پیش کرنا چاہتی ہوں جو میرے پیٹ میں ہے، تو اسے قبول فرما لے۔وہاں بھی لفظ قبول استعمال ہوا۔جواباً خدا نے فرمایا: فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَّأَنْبَتَهَا نَبَاتاً حَسَناً (آل عمران:38)

پس اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرما لیا اور بہت ہی عمدہ طریق پر قبول فرمایا، بہترین رنگ میں قبول فرمایا اور قبول فرمانے کے بعد أَنْبَتَهَا نَبَاتاً حَسَناً پر اس کی پرورش کی نہایت بہترین طریق پر۔اس سے اور زیادہ بات واضح ہو گئی کہ عام نیکیاں اور زندگی کے وقف کرنے کی نیکی میں ایک فرق ہے۔عام نیکیاں تو کمزور بھی ہوں، ان میں کچھ خامیاں بھی رہ جائیں بالعموم اللہ تعالیٰ پردہ پوشی فرماتا ہے اور قبول فرماتا چلا جاتا ہے لیکن جب ایک انسان اپنے وجود کو خدا کے حضور پیش کرتا ہے تو اس وقت خدا تعالیٰ کا اسے اپنا لینا، یہ ہے قبولیت۔اسے اپنا بنا لینا اور اپنے نمائندہ کے طور پر قبول کر لینا، چنانچہ أَنْبَتَهَا نَبَاتاً حَسَناً آیت کا یہ ٹکڑا بتا رہا ہے کہ جب خدا تعالیٰ کسی وجود کو قبول کر لیتا ہے تو پھر اسکی تربیت کی ذمہ داری بھی خود لے لیتا ہے پھر آغاز ہی سے اس پر نظر کرم فرماتے ہوئے اس کی بہترین رنگ میں تربیت کا انتظام فرماتا ہے۔پس حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام خصوصیت کے ساتھ جس قبولیت کی دعا کر رہے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ میں بھی اپنی زندگی وقف کرتا ہوں تیرے حضور، اسماعیلؑ بھی تیرے حضور زندگی وقف کرتا ہے اور یہی نہیں ہم آئندہ اپنی نسلوں کو بھی تیرے حضور پیش کرتے ہیں۔تُو قبول فرما یعنی ہمیں اپنا بنا لے پھر ہماری تربیت فرما، اپنی نمائندگی میں ہم سے کام لے، ہماری قربان گاہیں دکھا کہاں کہاں ہم نے کیا قربانیاں دینی ہیں؟ اور ہمیں قربانیاں بتا کہ کس طرح پیش کرنی ہیں؟ گویا کہ ہم جب کلیۃً اپنے آپ کو تیرے سپرد کر رہے ہیں تو ہدایات دینا پھر تیرا کام ہے۔اس تسلسل سے یہ آیت خوب کھل کے واضح ہو جاتی ہے۔اس کے بعد پھر جہاں یہ آیت اپنے معراج کو پہنچتی ہے۔یہ دعا یعنی اپنے معراج کو پہنچتی ہے یہ وہ تیسرا حصہ ہے۔فرمایا: رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔

اس التجا اور الحاح کے ساتھ ہم اپنا وجود اور اپنی آئندہ نسلوں کا وجود تیرے حضور پیش کر رہے ہیں اور قبولیت کی التجا

کرتے ہیں کہ اس کے نتیجہ میں اگر تو قبول فرمالے تو ہماری آخری تمنا یہ ہے کہ اس کائنات میں ظاہر ہونے والا سب سے بڑا رسول ہماری نسل ہی سے پیدا ہو اور گویا یہ تیری طرف سے قبولیت کا نشان ہوگا۔ وہ رسول جس کا تو نے وعدہ کیا ہے کہ دنیا کو عطا کیا جائے گا وہ ان میں سے پیدا فرما۔ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِکَ وہ تیری آیات پڑھ کر سنائے دنیا کو، ان کو تعلیم کتاب دے، ان کے سامنے کتاب کی حکمتیں بیان فرمائے۔ وَیُزَکِّیۡہِمۡ اور انہیں پاک فرماتا چلا جائے اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ یقیناً تو بہت ہی غالب عزت والا اور حکمت والا خدا ہے۔

ان آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے جس خاص ادا کے ساتھ رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا کہا ہے اس میں آپ کے وجود کی ساری سچائی گھل مل گئی تھی۔ ایک ذرہ بھی انانیت کا آپ نے باقی نہیں رہنے دیا، اس کامل خلوص اور الحاج کے ساتھ، اس کامل عشق اور وارفتگی کے ساتھ اپنا وجود، اپنے بیٹے کا وجود اور اپنی آئندہ نسلوں کا وجود پیش کیا ہے کہ اس کے بعد یہ دعا جو مانگی گئی یہ دعا سننے کے لائق ٹھہری کیونکہ آنحضرت ﷺ کے وجود کے متعلق یہ طلب کرنا کہ ہماری نسلوں سے ہو یہ کوئی معمولی دعا نہیں تھی۔ اس دعا کے استحقاق کے لئے ایک لمبی نسل اتقیاء کی ضروری تھی، آبا ؤ اجداد کا ایک سلسلہ چاہئے تھا جو خدا تعالیٰ کی پناہ کے نیچے، اس کی نظر کے نیچے اس وجہ سے تربیت پا رہے ہوں کہ آئندہ ان میں سے وہ عظیم الشان رسول پیدا کیا جائے گا۔ پس تَقَبَّلۡ مِنَّا کی تان وہاں جا کے ٹوٹتی ہے جہاں آنحضرت ﷺ کے وجود کا اپنی نسل سے پیدا ہونا عرض کیا گیا ہے۔

ایک تیسری جگہ بھی قبولیت اور رد کا ذکر ملتا ہے اور وہ ہے آغاز ہی میں جب نبوت کا آغاز ہوا۔ اس وقت خدا نے ایک واقعہ کو محفوظ فرمایا اور ہمارے لئے نصیحت کے طور پر بیان کیا۔ فرمایا:

ان کے سامنے آدم کے دو بیٹوں کا واقعہ کامل سچائی کے ساتھ بیان کرو۔ بِالۡحَقِّ سے مراد یہ ہے کہ سننے والوں کی توجہ اس طرف مبذول ہو کہ واقعہ بعینہٖ اسی طرح ہوا اور اس میں کسی قسم کا کوئی نہ مبالغہ ہے نہ کمی کی گئی ہے اِذۡ قَرَّبَا قُرۡبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنۡ اَحَدِہِمَا وَلَمۡ یُتَقَبَّلۡ مِنَ الۡاٰخَرِ جب ان دونوں نے خدا کے حضور ایک قربانی پیش کی فَتُقُبِّلَ مِنۡ اَحَدِہِمَا ان میں ایک سے تو وہ قبول فرمالی گئی وَلَمۡ یُتَقَبَّلۡ مِنَ الۡاٰخَرِ دوسرے سے وہ قربانی قبول نہیں کی گئی۔ قَالَ لَاَقۡتُلَنَّکَ اس نے کہا میں تجھے قتل کردوں گا۔ قَالَ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الۡمُتَّقِیۡنَ (دوسرے نے جواباً کہا) کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کی قربانیاں قبول کیا کرتا ہے، ہر قربانی کو قبول نہیں کیا کرتا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہاں کونسی قربانی تھی؟ پرانے طریق کے مطابق کیا کوئی سوختنی قربانی تھی یا کوئی جانور ذبح کیا گیا تھا؟ اگر ایسا تھا تو جس کی قربانی قبول نہیں ہوئی تھی اس کو کس طرح پتہ چلا کہ اس کی قربانی قبول نہیں ہوئی؟ یہ تو اللہ تعالیٰ کی سنت کے خلاف ہے کہ جس شخص کی قربانی قبول نہ کی جائے اس کو الہاماً فوراً کہہ دے کہ تمہاری قربانی قبول نہیں ہوئی اور جس کی قبول کی ہے اس کو کہہ دے کہ تمہاری ہوگئی اور یہ دونوں بلند آواز میں اس طرح باتیں بیان کی جائیں کہ دونوں ایک

دوسرے کی وہ باتیں سن بھی رہے ہوں ۔ یہ سنت اللہ کے خلاف ہے ۔ قرآن کریم کے مطالعہ سے احادیث کے مطالعہ سے کہیں خدا تعالیٰ کا اس قسم کا کوئی سلوک نظر نہیں آتا تو سوال یہ ہے کہ اس کو کیسے پتہ چلا کہ اس کی ہوگئی ہے میری نہیں ہوئی ۔ اور قربانی سے مراد جب بھی قربانی کا لفظ آتا ہے تو اس کا ایک گہرا تعلق زندگی سے ہے ۔ مراد جانور کی قربانی ہے یا کوئی اور قربانی ہے؟ گزشتہ دو آیات جو پہلے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں ان کی روشنی میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہاں بھی زندگی ہی کی قربانی کا ذکر ہے ۔ دونوں بھائیوں نے اپنے آپ کو خدا کے حضور پیش کیا کہ ہم سے خدمت دین لی جائے ۔ حضرت آدم علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے منشا کے مطابق ایک کو خدمت دین کے لئے قبول کرلیا اور ایک کو بتایا کہ ہمیں تمہاری ضرورت نہیں ہے ۔ اس کے نتیجہ میں اس کو معلوم ہوگیا کہ میری قربانی قبول نہیں ہوئی جبکہ بھائی کی قربانی قبول ہوگئی ہے ۔

تو قربانی کے قبول ہونے سے مراد ان تینوں جگہ وقف زندگی لیا جائے تو مضمون بالکل واضح ہو جاتا ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہو جاتا ہے ۔ اور قربانی سے مراد ایسی قربانی نہیں ہے جس کی گردن پر چھری پھیر دی جائے اور وہ اچانک تڑپ تڑپ کر ختم ہو جائے کیونکہ أَنۡبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا بتاتا ہے کہ یہ ایسی قربانیوں کی بات ہو رہی ہے جنہیں قبول کرنے کے بعد پھر اللہ تعالیٰ ان کی پرورش فرماتا ہے، ان کی تربیت فرماتا ہے اور ان سے خدمتیں لیتا ہے ۔ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا بھی اس مضمون کو کھول رہا ہے کہ یہ قربانیاں وہ ہیں جنہوں نے پھر ساری عمر آگے قربانیاں پیش کرنی ہیں ۔ کوئی ایک لمحے کی قربانی کا ذکر نہیں ہے بلکہ جسے قربانی کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے وہ آگے پھر قربانیاں پیش کرے گا اور ساری زندگی وہ قربان ہوتا چلا جائے گا ۔

پس اس پہلو سے ہم واقف زندگی کے لئے ایک بہت بڑا سبق ہے ۔ جب میں نے وقف نو کی تحریک کی ہے یعنی آئندہ صدی کے لئے بچے وقف کرنے لئے تو ان آیات کو میں اس لئے آج آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں اس عید کی مناسبت سے کہ اس ذمہ داری کو اچھی طرح سمجھیں ۔ اگر آپ نے اپنے بچے محض لِلّٰہ کامل خلوص کے ساتھ پیش کرنے ہیں تو پھر یہ نہ سمجھیں کہ ادھر پیش کئے ادھر مقبول ہو گئے ۔ مقبول ہونے کے لئے کچھ اور شرطیں ہیں ۔ مقبول ہونے کے لئے ان کے اندر تقویٰ ہونا ضروری ہے، مقبول ہونے کے لئے آپ کی نیتوں کا تقویٰ ضروری ہے، کامل خلوص، کامل سپردگی، وہ ابراہیمی رنگ ضروری ہے جس کے بعد خدا تعالیٰ ان قربانیوں کو ضرور قبول فرمالیا کرتا ہے اور پھر آئندہ نسلوں پر بھی اس قبولیت کے نیک اثرات ظاہر فرماتا ہے اس لئے بہت ہی اہم بات ہے کہ قربانی پیش کرتے ہوئے اپنی نیتوں کو خوب کھنگالا جائے، بہت صفائی کے ساتھ اور پاکیزہ جذبات کے ساتھ ان تمام احتمالات کو سامنے رکھ کر قربانی پیش کی جائے جو واقف زندگی کو در پیش ہوتے ہیں ...... اس آیت پر غور ضروری ہے ۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ عرض کرتے ہیں وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا جب ہم پیش کر چکے تو

ہمیں یہ بھی حق نہیں ہے کہ ہم فیصلہ کریں کہ ہم نے کیا قربانیاں دینی ہیں؟ جس کے سپرد کر دیا ہے اپنے آپ کو اس کا کام ہے کہ وہ فیصلہ کرے کہ کیا قربانیاں لینی ہیں؟ کیسی کامل دعا ہے! حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ السلام کی سپردگی کا کمال اور آپؑ کی ذہانت کا بھی کمال ہے۔ کتنا باریک نکتہ ہے جسے خدا کے حضور پیش کر رہے ہیں کہ خدا میں تو پیش کر چکا ہوں اب میں یہ نہیں کہوں گا کہ میں نے یہ قربانی دینی ہے۔ اب تیرا کام ہے، تو جانتا ہے، جہاں لگائے گا وہاں لگ جائیں گے۔ جس قسم کا کام تو ہم سے لے گا اسی قسم کا کام ہم کریں گے اور یہی روح آپؑ کی نسل میں آگے جاری رہی اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے وجود میں بدرجہ کمال ظاہر ہوئی ہے۔ حیرت انگیز کمال کے ساتھ یہ جذبہ نشوونما پاتا رہا ہے اور اس کے لئے ایک لمبی نسل تھی ایسی جن کے اندر خون میں خدا تعالیٰ نے ایسا نظام جاری کیا تھا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جذبات یا صلاحیتیں مزید پرورش پاتی ہوئی، بڑھتی ہوئی نشوونما پاتی ہوئی آگے بڑھتی چلی جارہی تھیں ایک مخفی جوہر کی طرح اور وہ تمام نسلوں میں جو مخفی جوہر آگے ترقی کر رہے تھے وہ بالآخر اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے تابع حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی جنین میں مجتمع ہو گئے اور ایک عظیم الشان وجود اس سے پیدا ہوا ہے۔

پس یاد رکھیں کہ اگر آپ کی نیتیں خالص ہیں اور انکسار کامل ہے اور جب وقف کرتے ہیں تو پھر اپنا کچھ نہیں رہنے دیتے سب کچھ خدا کا بنا دیتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ ایسی عطا کرنے والا ہے کہ اس طرح وَقَبُوْلٍ حَسَنٍ فرماتا ہے کہ انسان تصور بھی نہیں کرسکتا کہ اس کا کیا نتیجہ نکلے گا؟ کتنا عظیم الشان وجود پیدا ہوگا؟ جیسا کہ میں پہلے بھی بارہا بتا چکا ہوں اس دعا کا ایک نہایت ہی حسین پہلو یہ ہے اس کی قبولیت کا کہ حضرت ابراہیمؑ کی دعا میں اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی ترمیم فرما دی اس کی قبولیت کے وقت جس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے جس رنگ میں دعا مانگی تھی، جس وجود کا تصور کیا تھا اس سے زیادہ بڑا وجود اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو عطا فرمایا ہے آپؑ کی نسل میں۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے دعا میں ترتیب یہ رکھی تھی کہ اے خدا ایسا رسول دے جو ان کو تیری آیات سنائے، علم کتاب دے، کتاب کی حکمتیں بیان کرے اور اس کے نتیجہ میں طبعاً اس میں تزکیہ نفس پیدا کرنے کی طاقت پیدا ہو جائے گی۔ یہ وہی مضمون ہے جو بتا رہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ السلام نے ایک منطقی نتیجہ نکالا۔ وہ منطقی نتیجہ یہ تھا کہ جو رسول خدا کا کلام سناتا ہے پھر کتاب کا علم دیتا ہے پھر کتاب کی حکمتیں بیان کرتا ہے اس کے نتیجہ میں قوم کے اندر پاک ہو جانے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ آیتیں سننا، ان کے علم کو اچھی طرح سمجھنا کہ کس طرح ان آیات پر عمل ہونا چاہئے؟ اس کی تعلیم پر عمل ہونا چاہئے؟ اور پھر حکمتیں بیان کرنا یہ ساری چیزیں مل کر گویا تزکیہ نفس پیدا کرتی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرماتے وقت اس دعا کی ترتیب بدل دی فرمایا: (......)

کہ دعا قبول کی ہے لیکن بدلی ہوئی ترتیب کے ساتھ۔ وہ اس طرح کہ فرمایا کہ ہم نے رسول پیدا کر دیا جو اللہ کی آیات ان کو پڑھ کر سناتا ہے لیکن اس میں تزکیہ کی ایسی عظیم الشان طاقت ہے کہ اس بات کا انتظار نہیں کرتا کہ پہلے تعلیم کتاب کرے اور تعلیم حکمہ کرے پھر تزکیہ کرے۔ براہ راست اس کی قوت قدسیہ اس طرح دوسروں میں سرایت کر جاتی ہے جس طرح بجلی کی غیر مرئی شعاعیں بعض دفعہ دوسرے وجود میں سرایت کر رہی ہوتی ہیں یا ریڈی ایشن سرایت کر رہی ہوتی ہے کئی قسم کی۔ تو اس کا قرب ہی تزکیہ نفس کا موجب بن جاتا ہے۔ یہ وہ بات ہے جسے خدا نے جہاں بھی اس کی تکرار کی ہے قرآن کریم میں اسی ترتیب کو قائم رکھ کر کی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی دعا یہی رہی اور جواب خدا کا ہمیشہ یہی رہا کہ میں قبول کروں گا لیکن زیادہ شان کے ساتھ، اس سے زیادہ شاندار وجود عطا کروں گا تیری نسل میں جس کا تو نے تصور باندھا ہے۔

پس آنحضرت ﷺ کی قوت قدسیہ جو آج بھی زندہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تجربہ کے مطابق، جس کو آپؑ نے بارہا ہمارے سامنے بڑی قوت سے بیان کیا، وہ ایک الگ مضمون ہے، اس کا علم سے کوئی تعلق نہیں، اس کا حکمت سے کوئی تعلق نہیں بلکہ علم اور حکمت کا اس قوت قدسیہ سے تعلق ہے۔ جتنا زیادہ تزکیہ کرے گا محمد مصطفیٰ ﷺ کا وجود اتنا ہی زیادہ سچا علم پانے کا بندہ اہل ہوتا چلا جائے گا۔ اتنا ہی زیادہ خدا تعالیٰ کے کلام کی حکمتوں کو سمجھنے کا انسان اہل ہوتا چلا جائے گا۔ یہ ہے وہ کامل مضمون جس کو اس آیت میں ذرا سی ترتیب بدلنے سے بیان کر دیا گیا اسی لئے قرآن کریم میں ایک ایسی آیت رکھی گئی جو اس سے پہلے کسی اور کتاب میں آپ کو نہیں ملتی اور وہ سورۂ بقرہ کی پہلی آیت ہے ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ یہ کتاب ہے متقیوں کو ہدایت دینے والی حالانکہ جتنی دوسری کتابیں ہیں ان کا مطالعہ کر کے دیکھیں وہ یہ کہتی ہیں یہ کتاب ہے متقی بنانے والی، اس تعلیم پر عمل کرو گے تو نیک بن جاؤ گے۔ یہ کیا دعویٰ ہے کہ نیکوں کو ہدایت دینے والی؟ اور معانی کے سوا ایک اس کا تعلق اس سے بھی ہے جو اس سے پہلے یُزَکِّیْھِمْ والی آیت آپ کے سامنے پڑھ کر سنائی۔ فرمایا کہ یہ تزکیہ کرتا ہے اور تزکیہ کے نتیجہ میں انسان کو اس بات کا اہل بنا دیتا ہے کہ نہایت اعلیٰ درجہ کا علم وہ حاصل کر سکے۔ جس میں کوئی خامی نہ ہو، کوئی کجی نہ ہو اور ایسی حکمتوں تک اس کی رسائی ہو جائے کہ جن حکمتوں تک عام انسان کی رسائی ہو ہی نہیں سکتی جن کا تزکیہ نہ ہو۔ پس علم غیر پاکیزہ انسان کو بھی مل جاتا ہے اور حکمتیں بھی ایک غیر پاکیزہ انسان کسی حد تک سمجھ جاتا ہے لیکن ایک پاکیزہ انسان کا علم اور ایک پاکیزہ انسان کی سمجھی ہوئی حکمتیں ایک بالکل اور مقام رکھتی ہیں۔ ان کا مرتبہ عام دنیاوی علم اور دنیاوی حکمتوں سے بہت زیادہ بلند ہو جاتا ہے۔

پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے حق میں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا اس سے بہت زیادہ مقبول ہوئی ہے جتنا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی تصور بھی باندھا تھا۔ اس کو کہتے ہیں سچی مقبولیت۔ پس جس خدا نے ہمیشہ یہی

رحمت اور شفقت کا سلوک فرمایا ہے۔ حضرت مریمؑ کی والدہ نے جو دعا مانگی ایک ایسے لڑکے کی دعا تھی جسے وہ سیناگاگ کے لئے ،یہود کے معبد کے لئے وقف کر دیں گی گویا کہ وہاں بیٹھ کر وہ ایک قسم کا یہودی عالم اور نیک یہودی عالم بن کر پرورش پائے گا اور جب وہ لڑکا نہیں ملا اور لڑکی ملی تو گھبرا گئیں کہ میں نے تو بہت بڑی دعا مانگی تھی یہ تو چھوٹی سی قبولیت ہوئی ہے۔ اللہ نے کہا تجھے کیا پتہ؟ میں نے تو قَبُوْلٍ حَسَنٍ کیا ہے۔ مریمؑ کے نام سے آئندہ دنیا میں عظیم انقلاب آنے والا ہے۔ اس کی کوکھ سے وہ بچہ پیدا ہوگا جس مسیح کا ساری دنیا انتظار کر رہی ہے۔

تو بسا اوقات دعا قبول ہوتے وقت بھی انسان کو پتہ نہیں لگ رہا ہوتا کہ کس رنگ میں دعا قبول ہوئی ہے؟ یہ دو مثالیں آپ کے سامنے رکھ کر میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ایک اصول ہے قطعی کہ جب خدا قبول فرمالے تو توقع سے بہت بڑھ کر عطا کیا کرتا ہے اس لئے جب آپ اپنے بچوں کو وقف کریں تو اس مذہبی تاریخی پس منظر کو پیش نظر رکھیں۔ سب سے پہلے اپنی نیتیں پاک کریں اور بچپن سے ہی تربیت کرتے وقت ان کو یہ بتائیں کہ وقف کا یہ مضمون ہے اور انہیں خوب سمجھائیں کہ تم بڑے ہو کر آزاد ہو جاؤ گے میرے اس عہد سے، تمہیں دوبارہ پھر عہد کرنا ہوگا اور میں ابھی یہ بات کھول دیتا ہوں کہ جن کے وقف قبول ہوئے ہیں اس شرط کے ساتھ قبول ہوئے ہیں۔ اگر بچے بڑے ہوئے اور یہی تمنا ان کے دل میں رہی جو تمنا باپ کے دل میں تھی یا ماں کے دل میں تھی کہ ہم نے ضرور وقف ہونا ہے تو پھر ان کا جائزہ لیا جائے گا۔ پھر اگر جماعت کے لئے وہ مفید وجود ثابت ہوئے کسی رنگ میں تو انہیں قبول کیا جائے گا۔ تو دو قسم کی پھر قبولیتیں سامنے آجائیں گی ایک وہ جو نیتوں کی قبولیت ہوتی ہے خدا کے حضور اور انہیں وہ جزا دے دیتا ہے۔ ایک وہ قبولیت جس کو پھر خدا تعالیٰ اس رنگ میں قبول فرماتا ہے حسن کے طور پر، اس کی تربیت کا بھی انتظام فرماتا ہے، اسے اپنا لیتا ہے، اپنے کاموں میں لیتا ہے، اسے قربان گاہیں اس کی دکھاتا ہے، اس سے عظیم الشان خدمتیں لیتا ہے۔ تو پہلی قسم کی جو قبولیت میں نے بیان کی ہے وہ تو عموماً جب بھی انسان نیت کرتا ہے وہ اس کو حاصل ہو ہی جاتی ہے۔ اللہ اتنا رحم کرنے والا، شفقت کرنے والا ہے کوئی ادنیٰ سا خیال بھی نیکی کا دل میں پیدا ہو تو اس کی جزا دے دیتا ہے۔ لیکن آپ دوسری مقبولیت کے لئے دعا کریں کہ خدا پھر اسے اس شان کے ساتھ قبول کرے کہ اس بچے کی تربیت میں آپ کا ممد و معاون ہو جائے بلکہ اسے اپنا ہی لے شروع سے ہی، خود براہ راست اس کی تربیت فرمائے اور پھر جب وہ بڑا ہو تو اسے اپنا بنا کر اس سے کام لے، اس کو بتائے کہ میں نے تجھ سے کیا کیا خدمتیں لینی ہیں اور پھر ان خدمتوں میں اس کو ثابت قدم رکھے۔

اگر ہم ان نیتوں کے ساتھ اپنی دعائیں کرتے ہوئے اس میں یہ اضافہ کر دیں اپنی نیتوں میں اے خدا! یہ بچہ جو میں نے وقف کیا ہے آئندہ اس کی نسلیں بھی وقف ہوں، قیامت تک جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا تھا رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ، ایک امت پیدا ہو جائے عظیم الشان قوم وجود میں آئے جو ساری کی ساری واقف زندگی ہو۔ ان نیتوں کے ساتھ اگر آپ دعائیں کرتے ہوئے اپنے بچے وقف کریں تو آپ تصور نہیں کر سکتے

کہ آئندہ دنیا پر کتنا بڑا احسان کر رہے ہوں گے؟ کتنے عظیم الشان وجود آپ کی نسلوں سے پیدا ہوں گے جو آپ کو دعائیں دیں گے، آپ پر رحمتیں بھیجیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے خلوص نیت کو قبول کرتے ہوئے آئندہ بنی نوع انسان کی بھلائی کے سامان پیدا کئے اور خود آپ کی نسل پر آپ کا اتنا بڑا احسان ہوگا کہ شاذ کے طور پر دنیا میں کوئی والدین اپنی نسل پہ ایسا احسان کرتے ہیں جیسا ایک وقف کرنے والا اگر خلوص کے ساتھ وقف کرے، وہ اپنی نسل پر احسان کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں ان قربانیوں کے ان مضامین کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے نتیجہ میں ہم حقیقی واقفین کی زندگیاں خدا کے حضور پیش کرنے والے ہوں جن میں کوئی انانیت کا ادنیٰ سا شائبہ بھی باقی نہ رہے۔

یاد رکھیں کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا ہمیں ایک انکساری کا سبق بھی دے رہی ہے۔ ابراہیمؑ سے بڑھ کر متقی کون تھا اس زمانے میں؟ اور آنحضرت ﷺ کے بعد شاذ ہی کوئی ہوگا۔ ہمارے علم میں نہیں کہ جو ابراہیمؑ جیسا اعلیٰ درجہ کا تقویٰ رکھتا ہو۔ اس کے باوجود وہ کس عاجزی سے عرض کر رہے ہیں کہ تَقَبَّلْ مِنَّا وَتُبْ عَلَيْنَا دو باتیں انہوں نے پیش کی ہیں کہ اے خدا! مجھے پتہ نہیں کہ میں اس لائق بھی ہوں کہ میرا وقف تیرے حضور قبول ہو، میں نہیں جانتا کہ میرا بچہ بھی اس لائق ہے کہ نہیں کہ اس کا وقف تیرے حضور قبول ہو اس لئے عرض ہے۔ یہ مضمون تُبْ عَلَيْنَا سے کھل جاتا ہے۔ عرض کیا ہے کہ میں جانتا ہوں میرے علم میں ہے کہ ہم میں بہت سی کمزوریاں ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ میں قبول کئے جانے کے لائق نہیں، میرا بچہ قبول کئے جانے کے لائق نہیں ایک ہی صورت ہے کہ تُبْ عَلَيْنَا ہماری توبہ قبول فرما اور تُبْ عَلَيْنَا کا ایک مطلب ہے کہ رحمت کے ساتھ رجوع فرما، پردہ پوشی فرما، ہمارے گناہوں سے درگزر فرما۔ إِنَّكَ أَنتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ تو تو بار بار توبہ قبول کرنے والا ہے، بہت ہی رحم کرنے والا ہے یہ دعا اپنے اندر ایک عظیم الشان انکسار رکھتی ہے اور دعا کرنے والا خدا تعالیٰ کا ایک عظیم الشان نبی ہے انبیاء میں اس کو ایک خاص مرتبہ حاصل ہے تو اگر ایک عام انسان وقف کرے اور یہ سمجھے کہ بس اب میں نے احسان کر دیا جماعت کے اوپر، اب میں نے خدا پر احسان رکھ دیا، اب اور کیا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ؟ میں نے وقف کر دیا اب چھٹی ہوئی۔ یہ بات نہیں ہوگی، ابراہیمؑ والا انکسار آپ کو پیدا کرنا ہوگا۔ وقف کرتے ہوئے یہ خوف دامنگیر ہو جانا چاہئے کہ کیا تو ہے پر کیا کیا؟ اس لائق بھی ہے کہ نہیں کہ خدا اسے قبول کرے؟ اور یہ جانتے ہوئے کہ لائق نہیں ہے، کامل انکسار کے ساتھ اور عجز کے ساتھ خدا کے حضور یہ التجائیں کریں کہ اے خدا! ہمیں پتہ ہے کچھ بھی نہیں، ہم جانتے ہیں ہم کیا ہیں، کس حال پر کھڑے ہیں؟ تو قبول فرما! اس طرح قبول فرما لے کہ توبہ بھی قبول فرما لے، بخشش فرما، کمزوریوں کو نظر انداز فرما اور ان کو آئندہ دور کرنے کا انتظام فرما! تو یہ انکسار اگر دعاؤں میں شامل ہو گیا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم آئندہ ایک صدی نہیں بلکہ آئندہ ہر آنے والی صدی پر ایک عظیم احسان کر رہے ہوں گے اور خدا نے جو ہم پر احسان کیا ہوگا وہ ان پر رحمتوں اور فضلوں کی بارش بن کے برستا رہے گا۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین (خطبات طاہر عیدین صفحہ 447-435)

کہاں جائے گا آدھی رات مضطر

مکرم چوہدری محمد علی صاحب

ہے سارا سوز ، سارا ساز تیرا
نہیں ہے یہ صدا مجھ بے صدا کی
پسِ پردہ ہے سب اعجاز تیرا
ہے سب پیش و پسِ آواز تیرا

اگرچہ تو ہی اوّل ، تُو ہی آخر
مری پرواز بھی پرواز تیری
کوئی انجام نہ آغاز تیرا
کہ مَیں تیرا ، پر پرواز تیرا

تُو ہر اک کا ہے محرم اور ہمراز
نہ اتراؤں مَیں کیوں سولی پہ چڑھ کر
نہیں کوئی مگر ہم راز تیرا
عطا کردہ ہے یہ اعزاز تیرا

کروں تو مَیں کروں تجھ سے محبت
سمجھتا کیوں نہیں ہے میرا قاتل
اٹھاؤں تو اٹھاؤں ناز تیرا
غضب کتنا ہے بے آواز تیرا

نہیں مظہر نہیں ہے میرے غم کا
کہاں جائے گا آدھی رات مضطرؔ!
یہ آنسو ہے فقط غمّاز تیرا
اگر ہو گا نہیں دمساز تیرا

(اشکوں کے چراغ)

رشتہ ناطہ کے مسائل اور تربیتی لائحہ عمل

فیصلہ جات شوریٰ 2015ء تجویز نمبر 3-4

نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ

تجویز نمبر 3 از لجنہ اماءاللہ لاہور بتوسط صدر لجنہ اماءاللہ پاکستان:

آجکل کثرت سے رشتے ٹوٹ رہے ہیں اور خانگی مسائل بڑھ رہے ہیں، جو حقائق سامنے آرہے ہیں ان میں لڑکا لڑکی اور ان دونوں کے والدین کی تربیت کی کمی بھی سامنے آتی ہے اور اس وجہ سے معاشرے میں کئی قسم کے مسائل سامنے آرہے ہیں ۔مجلس شوریٰ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے تربیتی لائحہ عمل تجویز کرے ۔اس تجویز کے بارہ میں مجلس شوریٰ نے مندرجہ ذیل سفارشات پیش کیں۔

سفارشات تجویز نمبر 3

1۔ نظارت رشتہ ناطہ کے تحت ایک پمفلٹ چھپوایا جائے جس میں قرآنی آیات خصوصاً خطبہ نکاح کے موقع پر پڑھی جانے والی آیات، احادیث نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی ہدایات چھپوا کر عام کی جائیں جو لڑکے لڑکیوں کو جن کی شادیاں ہونے والی ہیں تحفۃً دی جاسکتی ہیں۔

2۔ تمام جماعتی رسائل اور اخبارات میں نیز MTA کے ذریعہ اس موضوع پر بھرپور تحریک چلنی چاہئے جس میں لڑکے اور لڑکی کے حقوق اور فرائض کے بارے میں تفصیل سے بتایا جائے ۔MTA سے اس سلسلہ میں فائدہ اٹھایا جائے اور تربیتی پروگرام تیار کیے جائیں ۔ایسے تربیتی پروگرام انصاراللہ ،خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماءاللہ تیار کروائیں۔

3۔ عائلی مسائل تربیت کی کمی کی وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں اس کمی کو دور کرنے کے لئے خلیفۂ وقت کے خطبات کی طرف توجہ دی جائے کہ یہ خطبات ہر احمدی بنے کیونکہ خلافت سے وابستگی حقیقی طور پر تربیت میں اہم کردار ادا کرتی ہے ۔اسی طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی بچوں کی کلاسز بچوں کو باقاعدگی سے سنائی جائیں۔

4۔ ہم کفو کے حکم کو مدنظر نہ رکھنے کے نتیجہ میں بھی مسائل پیدا ہو رہے ہیں ۔رشتہ کرتے وقت خاص طور پر اس بات کو مدنظر رکھا جائے ۔کفو میں مذہب، دینداری اور معاشرتی یکسانگی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے ۔نیز اس حدیث پر بھرپور عمل کرنے کی ضرورت ہے کہ مومن وہ ہے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہ اپنے بھائی کے لئے پسند کرتا ہے ۔اس حدیث کی اہمیت تمام احباب جماعت کو سمجھائی جائے اس سے بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے۔

5۔ ہر مرحلہ پر قول سدید کا فقدان بھی میاں بیوی کے درمیان ناچاقی کا باعث بنتا ہے ۔حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں

''پکی اور سچی بات کہنی چاہئے کبھی کوئی بات ایسی نہ کہو جو فساد کا موجب ہو۔ اگر اس بات کو مدنظر رکھا جائے تو شادی بیاہ کے متعلق نصف لڑائیاں اس سے رک جائیں''۔ (خطباتِ محمود جلد 3 ص 12) پس قول سدید کی تعلیم کو عام کرنے سے ہم یقینی طور پر 50 فیصد لڑائیوں پر قابو پا سکتے ہیں۔

6۔ لڑکے اور لڑکی دونوں کی مرضی معلوم کرنا بہت ضروری ہے اگر ایک بھی راضی نہیں تو کسی صورت رشتہ نہیں کرنا چاہئے زبردستی کے رشتے لڑائی جھگڑے پر منتج ہوتے ہیں۔ اسی طرح رشتہ سے پہلے تحقیق کر لینی چاہئے۔

7۔ رشتے یا منگنی کے بعد لڑکے اور لڑکی کا بے تکلف ملنا نیز انٹرنیٹ اور موبائل فون کے ذریعے ضرورت سے زیادہ رابطہ کئی بار رخصتی سے قبل ہی کشیدگی اور ناراضگی کا موجب بنتا ہے بسا اوقات SMS محفوظ کر کے بعد میں اسے بطور ثبوت قضاء میں پیش کیا جاتا ہے۔ انٹرنیٹ اور موبائل فون کے غلط استعمال کے حوالے سے خلفاء کے خطبات کو لائحہ عمل بناتے ہوئے ہر گھرانے سے رابطہ رکھا جائے۔

8۔ کونسلنگ کی بہت ضرورت ہے شادی سے پہلے بھی لڑکے اور لڑکی کو سمجھایا جائے اور شادی کے بعد بھی۔ شریعت کو سامنے رکھتے ہوئے شادی کے جملہ امور کی بابت کونسلنگ کی جائے لڑکے اور لڑکی کو ان کے فرائض اور ذمہ داریوں کے بارے میں بتایا جائے۔ کونسلنگ کا کام ماں باپ، بڑے بہن بھائی، مربیان، امیر ضلع، سیکرٹری رشتہ ناطہ، نیز انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کے عہدیداران کریں۔ خصوصاً ماں باپ کو توجہ دلائی جائے کہ وہ بچوں کے ساتھ کونسلنگ کریں۔ اس سلسلہ میں نفسیاتی تعلیم بھی ضروری ہے اس کے ذریعے سے لڑکے اور لڑکی میں مثبت سوچ پیدا کی جا سکتی ہے۔

9۔ عہدیداران ذاتی روابط بڑھائیں اور ان کا ہر گھر سے ذاتی تعلق اور رابطہ ہونا چاہئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے رشتہ ناطہ کے بارے میں فرمایا کہ: ''میں تمام امراء سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ایک سے زیادہ افراد کو ملک کے مختلف حصوں میں اپنے نمائندہ کے طور پر منتخب کریں۔ آپ ایسے لوگوں کو مقرر کریں جو یہ جانتے ہوں کہ یہ کام کیسے کرنا ہے اور تمام سال فعال رہیں۔ وہ اپنے علاقے میں تمام خاندانوں کو جانتے ہوں ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ بعض لڑکیوں کو ان کے والدین نظر انداز کر رہے ہیں۔ والدین انہیں اچھی نرسیں یا اچھی انتظامی افسر بنا رہے ہیں لیکن اچھی بیویاں نہیں بنا رہے۔ وہ آپ کو تنبیہی پیغام بھجوائیں کہ یہ وہ لڑکیاں ہیں جن کے لیے مستقبل میں مشکلات پیدا ہوں گی۔ تب والدین کو یہ بتایا جائے کہ اب ان کا خیال کریں یا بعد میں ان کے رشتے کا خیال بھول جائیں اور بعد میں وہ ہمارے پاس نہ آئیں۔ یہ کام امیر ہی کر سکتا ہے وہ جماعت سے اس رنگ میں بات کر سکتا ہے لیکن سیکرٹری رشتہ ناطہ یہ کام نہیں کر سکتا۔ پس آپ کے متعدد نمائندے ہوں جنہیں آپ مقرر کریں وہ ہر چیز کا دھیان رکھیں۔

10۔ اگر لڑکا لڑکی الگ گھر میں رہنا چاہتے ہیں تو ما سوائے کسی اشد مجبوری کے ان کو پابند نہیں کرنا چاہئے کہ ضرور ماں باپ کے گھر ہی رہیں۔ بہتر طریق یہ ہے کہ لڑکا لڑکی شادی کے بعد الگ اپنے گھر میں رہیں۔

11۔ تمام تنظیمیں خاص طور پر لجنہ اماء اللہ کی تنظیم اپنی ذمہ داریاں ادا کرے۔ لجنہ کی تربیت اس رنگ میں کی جائے کہ وہ

شادی کے بعد اچھی بیوی اور پھر اچھی ماں ثابت ہوں۔ ان کے الگ اجلاس اور سیمینار منعقد ہوں۔ نیز لجنہ اماء اللہ ایسا کتابچہ تیار کرے جس میں بزرگوں کی نصائح ہوں جو انہوں نے رخصتی کے وقت بیٹیوں کو کی ہیں۔ اچھی اور سبق آموز کہانیاں شائع کی جائیں جو لجنہ کے زیر مطالعہ رہیں۔ اسی طرح حضرت اماں جان اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی سیرت اور بچیوں کو دی جانے والی ان کی نصائح کا مجموعہ بچیوں کو پڑھایا جائے اور دیا جائے جو ان کی عائلی زندگی کے لئے مشعل راہ ہو سکتا ہے۔

12۔ اسی طرح مجلس خدام الاحمدیہ بھی خدام کی تربیت کا خصوصی اہتمام کرے اور ان کو اچھا شوہر بنانے کے لئے ان کے تربیتی پروگرام منعقد ہوں۔ نیز خدام الاحمدیہ ایسا کتابچہ تیار کرے جس میں بزرگوں کے بیویوں سے حسن سلوک کے واقعات ہوں۔ یہ کتابچہ بھی بچے کو شادی پر تحفۃً دیا جا سکتا ہے۔

13۔ سب سے بڑھ کر یہ تلقین کی جائے کہ خاوند بیوی کے لئے اور بیوی خاوند کے لئے مسلسل دعا کرتی رہے رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا (الفرقان 75) اس دعا کو خاص طور پر عام کیا جائے۔

14۔ خطبات نکاح از حضرت مصلح موعود ہر جوڑے کو شادی کے موقع پر تحفۃً دیے جائیں۔ (خواہش حضرت خلیفۃ المسیح الرابع) ہر امیر اس بات کا اہتمام کرے۔ نیز اس بات کا جائزہ بھی لیں کہ یہ کتاب پڑھ لی ہے۔

15۔ بے روزگاری بھی بہت سے گھرانوں میں ناچاقی کا باعث بنتی ہے۔ بیروزگار نوجوانوں کو ہنر سکھانا اور کام پر لگانا اور اس سلسلے میں ان کی راہنمائی کرنا بہت ضروری ہے۔ موجودہ حالات بالخصوص مہنگائی کے تناظر میں مالی مسائل، عدم برداشت، آمدنی کم اخراجات زیادہ اور Media کے اثر کے ماتحت خواہشات کا بڑھ جانا اور ناجائز مطالبات کرنا بھی طلاق کا باعث بنتا ہے۔ قناعت پسندی کی طرف توجہ دلانا خصوصاً شادی کی عمر کو پہنچنے والے لڑکے اور لڑکی کو اس بارہ میں سمجھانا ضروری ہے۔

16۔ بروقت شادی کرنا بہت ضروری ہے پڑھائی یا دیگر وجوہات کی بناء پر شادی دیر سے کرنا بھی مسائل کا باعث بنتا ہے۔ اسی طرح بیرون ممالک رشتوں میں امیگریشن کے مسائل کے باعث بعض اوقات لمبا انتظار کرنا پڑتا ہے جو بالآخر ناراضگی اور علیحدگی پر منتج ہوتا ہے۔ اس بارہ میں اچھی طرح تسلی کر کے رشتہ کرنا چاہئے کہ شادی کے بعد کتنا انتظار کرنا ہوگا۔

17۔ لڑکے یا لڑکی کے والدین یا بہن بھائیوں کی مداخلت یا Misguide کرنا اور ان کا میاں بیوی کے معاملات پر اثر انداز ہونا بالخصوص لڑکی کے والدین کا ایک Party یا فریق کے طور پر سامنے آنا ہمیشہ نقصان کا موجب بنتا ہے۔ معاشرتی اثرات کے ماتحت عدم برداشت اور تحمل کی کمی ہے لڑائی کی صورت میں ایک فریق برداشت کرے بعد میں سمجھا دے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے واقعات پر مبنی مضامین تیار کیے جائیں اور لڑکے اور لڑکی کو دیئے جائیں۔ یہ کام نظارت اصلاح و ارشاد کرے۔

18۔ عورت کا نوکری کرنا اور نوکری چھوڑنا یا تنخواہ میں سے حصہ نہ دینے پر بھی خاوند سے جھگڑا ہو جاتا ہے۔ اس بارے خلفاء کے ارشادات عام کرنے چاہئیں کہ مرد قوام ہے اور اسے بیوی کے مال پر نظر نہیں رکھنی چاہئے۔ اسی طرح لڑکوں میں تعلیمی معیار بلند کرنے کی طرف توجہ دینا بہت ضروری ہے مجلس خدام الاحمدیہ اس سلسلہ میں بھی بھرپور کوشش کرے۔

19۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے فرمایا تھا۔ میں نے ایک اصلاحی کمیٹی قائم کی تھی اور ملکی سطح پر تمام ملکوں کو یہ ہدایت کی تھی کہ آپ اصلاحی کمیٹیاں قائم کریں اور بعض بُرائیوں کی نشاندہی کر کے پیشتر اس کے کہ وہ ناسور بن جائیں ان کی اصلاح کی کوشش کریں اور اپنے اخلاقی مریضوں کو شفا دینے کی کوشش کریں۔ ہر ضلع میں اصلاحی کمیٹی فعال کی جائے تا اگر کسی جگہ کوئی مسئلہ پیدا ہو تو فوری اختلافات کو سلجھایا جا سکے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ

"اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے۔ کونسلنگ کی طرف بہت توجہ دیں۔ اس کے لئے کوئی معین لائحہ عمل بننا چاہئے۔ مغربی ممالک میں جہاں یہ رائج ہے کافی حد تک مثبت نتائج سامنے آئے ہیں"

دیگر تربیتی مسائل اور انصار کا کردار

تجویز نمبر 4 از لجنہ اماءاللہ بیت التوحید لاہور بتوسط صدر لجنہ اماءاللہ پاکستان:

بہت سے تربیتی امور مثلاً جماعتی پروگراموں کی اہمیت، جماعتی خدمت اور پردہ وغیرہ ان کے بارہ میں جہاں لجنہ کو آگاہی دینے کی ضرورت ہے وہاں مرد حضرات کو بھی بتانے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ بہت سارے مرد کم علمی اور نا سمجھی کی بنا پر اس راہ میں رکاوٹ کا باعث بن رہے ہیں۔ نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ کی رپورٹ یہ تھی کہ:

"حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات و خطابات کو غور سے سن لیا جائے اور ان پر عمل کر لیا جائے تو یہ مسائل خود بخود حل ہو جاتے ہیں۔ ان تمام امور پر خطبات موجود ہیں"

حضور انور نے فرمایا: **"خطبات کی طرف توجہ دلانے کی بھی ضرورت ہے اس لئے شوریٰ میں پیش کریں"**

اس تجویز کے بارہ میں مجلس شوریٰ نے مندرجہ ذیل سفارشات پیش کیں۔

سفارشات تجویز نمبر 4

1۔ حضور انور کے براہ راست خطبہ جمعہ نیز دیگر ایسے تمام پروگرام دیکھنے کی طرف توجہ دلائی جائے جن میں حضور انور شامل ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں مسلسل کوشش اور یاددہانی کی ضرورت ہے۔ تنظیمیں اپنے ممبران کو ایم ٹی اے سے وابستہ کرنے کی خصوصی کوشش کریں۔ بار بار یاددہانی کے علاوہ اس امر کی نگرانی کی جائے کہ اگر کوئی live خطبہ نہ سن سکے تو بعد میں مختلف اوقات میں نشر ہونے والی ریکارڈنگ ضرور سن لے۔ خطبہ کے بعد رپورٹ بھی لی جائے اور جو افراد خطبہ اور دیگر

پروگرام نہ سن سکے ہوں انہیں توجہ دلائی جائے۔

2۔ ایم ٹی اے کی اہمیت اور برکات میں سب سے اہم خلافت سے مضبوط تعلق ہے،یہ بات احباب جماعت کے سامنے خطبات، دروس اور تقاریر میں بار بار پیش کی جائے۔نیز ایم ٹی اے کے فوائد، خطبات امام کی اہمیت اور برکات کے بارہ میں نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ کی طرف سے فولڈرز شائع ہوں۔

3۔ والدین اپنے گھروں میں ایم ٹی اے کے ذریعہ حضور انور کے زیادہ سے زیادہ پروگرام سننے کی طرف توجہ دیں۔والدین کے اپنے عمدہ عملی نمونہ سے ان کے بچے اور آئندہ نسلیں ہمیشہ کیلئے خلافت سے وابستہ ہو جائیں گی۔والدین کو چاہئے کہ اپنے گھروں میں حضور انور ایدہ اللہ کے خطبات میں بیان ہونے والے امور کی بابت گفتگو کرتے رہا کریں۔اسی طرح جماعتیں اور تنظیمیں بھی ایسے پروگرامز بنائیں جن میں حضور انور کے ارشادات کی دہرائی ہوتی رہے نیز آئندہ ان کو سننے اور عمل کرنے کی طرف دلچسپی پیدا ہو۔

4۔ افراد جماعت کے گھروں میں جہاں تک ممکن ہو سکے ڈش لگوانے کی تحریک کرنی چاہئے اور جہاں افراد جماعت ڈش لگوانے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں وہاں جماعتی نظام کے تحت ڈش سنٹر قائم کئے جائیں اور با اثر احباب کے ذریعے افراد جماعت کو ایم ٹی اے کی سہولت مہیا کی جائے اور کوشش کی جائے کہ کوئی احمدی گھرانہ ایسا نہ ہو جو ایم ٹی اے کی نعمت سے محروم ہو۔جماعتیں اس بارہ میں جائزہ لیں اور فہرستیں بنائیں نیز مستقل جائزہ بھی لیتے رہیں کہ ڈش یا کیبل ٹھیک کام کر رہی ہے۔ڈش کی سیٹنگ کے لئے ٹیکنیکل Assistance بہت ضروری ہے۔ہر جماعت میں ایسے ٹرینڈ آدمی ہونے چاہئیں جو کسی بھی خرابی کو فوری طور پر ٹھیک کر سکیں۔اضلاع کی سطح پر Work Shops کا انعقاد کیا جائے جس میں احباب کو ڈش اور رسیور کی Settings اور دیگر جدید ذرائع کے استعمال کی ٹریننگ کا اہتمام ہو۔ایم ٹی اے کی فریکونسی اور Direction سے متعلق معلومات جماعتی اخبارات اور رسائل میں بھی وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہیں۔نیز مرکزی طور پر ڈش کی ٹیوننگ اور سیٹنگ سے متعلق معلومات پر مبنی ایک کتابچہ بھی شائع کیا جائے۔

5۔ حضور انور ایدہ اللہ کے پروگرامز کی تفصیل اور ان کے اوقات کو روزنامہ الفضل کے خطبہ ایڈیشن میں شائع کیا جائے۔ایم ٹی اے پر حضور انور ایدہ اللہ کے پروگرامز اور ان کے اوقات الفضل اور جماعتی رسائل میں مسلسل شائع ہوتے رہیں۔نیز دیگر اہم پروگرامز کی اطلاع بھی احباب جماعت کو کر دی جائے۔سرکلر، SMS اور ای میل کے ذریعہ اطلاعات دی جاسکتی ہیں۔

6۔ حضور انور کا خطبہ جمعہ پوری دنیا میں ایک ہی وقت پر براہ راست نشر ہوتا ہے۔اس دوران احمدی احباب کو اپنے کاروبار اور دیگر مصروفیات چھوڑ کر خطبہ سننا چاہئے۔نیز اپنے ماحول میں اور زیر رابطہ افراد کو بھی خطبہ سننے کی طرف توجہ دلانی چاہئے۔

7۔ حضور انور کے تمام پروگرامز کے بارہ میں ایک فولڈر نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ کی طرف سے شائع کیا جائے۔

جس میں پروگرامز کی تفصیل اور اوقات درج ہوں۔ خطبات اور حضور انور کے دیگر پروگرامز کے اوقات چارٹس کی صورت میں ہر گھر میں آویزاں کیے جائیں۔

8۔ ذیلی تنظیمیں اپنے ممبران کو ایم ٹی اے پر حضور انور کے پروگرام دیکھنے کی طرف توجہ دلائیں۔ اہم پروگرام شروع ہونے سے قبل فون یا SMS کے ذریعہ یاددہانی کروائی جاسکتی ہے۔ مجلس انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ تینوں ذیلی تنظیمیں MTA پر حضور انور کے پروگراموں سے استفادہ کی طرف خصوصی توجہ دیں۔

9۔ حضور انور ایدہ اللہ کے تمام خطبات www.alislam.org پر دستیاب ہیں آڈیو میں ان کو سنا بھی جاسکتا ہے اور ڈاؤن لوڈ بھی کیا جاسکتا ہے۔ ویڈیو کی صورت میں یہ خطبات اور دیگر اہم پروگرامز youtube پر بھی دستیاب ہیں۔ احباب اپنی سہولت کے مطابق ان سے فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔

10۔ ایم ٹی اے پر حضور انور کے پروگراموں سے استفادہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے مزید کئی جدید ذرائع بھی مہیا کر دیئے ہیں۔ ان کے ذریعے دوران سفر یا کسی بھی جگہ ایم ٹی اے دیکھ اور سن سکتے ہیں۔ ان جدید ذرائع میں آئی فون (iPhone)، سمارٹ فونز (smartphone)، ٹیبلٹس (tablet) آئی پوڈ (ipod) اور آئی پیڈ (ipad) وغیرہ شامل ہیں۔ ان کے استعمال کے بارہ میں مضامین شائع ہوں۔ نیز سستے اور بہتر ذرائع کے بارہ میں احباب کی راہنمائی کی جائے اس سلسلہ میں معلوماتی سیمینارز منعقد کیے جائیں۔ جدید ذرائع کے استعمال کے بارہ میں نظارت اصلاح وارشاد کتابچہ شائع کرے۔

11۔ حضور انور ایدہ اللہ کے ارشاد، یعنی جائزہ اور متعلقہ عہدیداران اور صدران وامراء کی جواب طلبی کا بھی کوئی طریق وضع کریں کے مطابق جواب طلبی کا یہ طریق اختیار کیا جائے کہ امراء اضلاع اپنے ضلع کی تمام جماعتوں کے صدران سے خطبہ کی رپورٹ لیں اور جماعتوار رپورٹ مرکز ارسال کریں۔ ہر صدر جماعت ذمہ وار ہوں گے کہ وہ اپنی رپورٹ کی ایک کاپی اپنے ضلع کو اور ایک کاپی براہ راست مرکز ارسال کریں۔ ہر ضلع اور جماعت اپنی رپورٹ ہر ماہ کی دس تاریخ تک مرکز بھجوائے۔ مرکز ہر ماہ کی 15 تاریخ کو حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت میں ہر ضلع کی تمام جماعتوں کی ماہوار رپورٹ ارسال کرے گا۔ نمائندگان شوریٰ بھی اپنی رپورٹ دیں اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام ہر عہدیدار تک پہنچائیں۔

نیز ہر ماہ عاملہ کی میٹنگ میں سنجیدگی کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات سنوانے اور ان پر عمل درآمد کا جائزہ لیا جائے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ

"اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ آمین"

حضرت مولانا شیر علی صاحب کی سیرت کے چند پہلو

مکرم محمد احمد فہیم صاحب

حضرت مولانا شیر علی صاحب پنجاب کے ایک گاؤں ''ادرحمہ'' میں 24 نومبر 1875ء میں پیدا ہوئے جو تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں واقع ہے۔آپ رانجھا قوم سے تعلق رکھتے تھے۔جو قریشی خاندان کی ایک شاخ ہے۔آپ نے 1897ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔آپ کی سیرت کے چند پہلو ازدیادِ ایمان کی خاطر تحریر ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ سے محبت: حضرت مسیح موعودؑ کی ذات سے آپ کو عشق تھا۔ایسا عشق جو نور ایمان اور نور فراست سے لبریز تھا۔اس عشق و محبت کی ایک جھلک حضرت مفتی صاحب مدظلہٗ کے بیان فرمودہ اس واقعہ سے بخوبی عیاں ہوتی ہے۔لکھتے ہیں کہ ابتدائی ایام میں جبکہ حضرت مولوی شیر علی صاحب ہنوز لاہور میں طالب علم تھے۔اور رخصتوں پر کبھی کبھی قادیان آجاتے تھے۔ایک ایسے ہی موقعہ پر احباب کی مجلس میں آپ نے نہایت محبت بھرے انداز میں فرمایا:

''معلوم نہیں حضرت صاحب مجھے پہچانتے بھی ہیں یا نہیں''

اتفاق سے اُسی وقت حضرت اقدسؑ بھی تشریف لے آئے تو حضرت حافظ حامد علی نے حضور سے عرض کی کہ حضور مجھے آٹا پسوانے جانا ہے میرے ساتھ دوسرا آدمی آجائے تو بہتر ہے۔اس پر حضور علیہ السلام نے حضرت مولوی صاحب کا بازو پکڑ کر حافظ علی صاحب سے فرمایا ''میاں شیر علی کو ساتھ لے جاؤ یہ فقرہ سن کر حضرت مولوی صاحب کی مسرت کی انتہاء نہ رہی اور اس امر کا بار بار ذکر کرتے حضرت صاحب مجھے پہچانتے ہیں اور میرا نام بھی جانتے ہیں''

(نجم الہدیٰ سیری حضرت مولانا شیر علی صاحب صفحہ 61,60)

ماسٹر صوفی نذیر احمد صاحب رحمانی نے بیان کیا کہ ایک دفعہ جمعرات کے دن میں نے حضرت مولوی شیر علی صاحب کو دیکھا کہ آپ (۔) اقصیٰ کے پرانے حصہ کے ایک ستون سے بازو کا سہارا لئے کافی دیر تک اشکبار رہے یوں معلوم ہوتا تھا کہ کسی گہرے درد سے آنسو خود بخود بے اختیاری کے عالم میں گرتے جا رہے ہیں۔دوسرے روز جمعہ کے دن حضرت مولوی صاحب نے خود ہی اپنے اس رونے کی وجہ بیان فرمائی کہ ایک دفعہ میں نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو اسی ستون کے ساتھ ٹیک لگائے دیکھا تھا مجھے اس زمانہ کی یاد نے تڑپا دیا اور ضبط نہ کر سکا اسلئے آبدیدہ ہو گیا''

(صفحہ 157 ایضاً)

حضرت سید مختار احمد شاہ جہان پوری بیان کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام باغ میں کسی تقریب پر تشریف لے گئے۔ غالباً جمعہ یا عید کا موقع تھا۔ حضرت علیہ السلام کی گرگابی باہر پڑی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ حضرت مولوی شیر علی صاحب تشریف لائے۔ آپ عموماً اخیر میں آکر جوتوں کے پاس ہی بیٹھ جایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ وہیں بیٹھے۔ جہاں آپکی گرگابی پڑی تھی۔ جلدی سے آپ نے اپنا عمامہ اتارا جو دودھ کی طرح سفید تھا اور نہایت محبت سے اس کے پہلو سے حضورؑ کے جوتوں کی گرد صاف کرنے لگے۔ صاف کرنے کا انداز بتا رہا تھا کہ آپ انتہائی ذوق وشوق سے محبت کے بھرپور جذبہ سے اس کام کو انجام دے رہے ہیں۔

شفقت علی خلق اللہ: میاں غلام محمد صاحب ٹیلر سرگودھا بیان کرتے ہیں۔ ماہ دسمبر کی شدید سردیوں کا ذکر ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مولوی صاحب نماز فجر سے فارغ ہو کر گھر جانے کے لئے (بیت الذکر) کی سیڑھیوں سے اتر رہے تھے۔ آپ کے پیچھے پیچھے میں بھی آرہا تھا۔ سیڑھیوں کے وسط میں پہنچ کر میں نے دیکھا کہ بائیں طرف دیوار سے لگا ہوا ایک مسافر کھڑا ہے۔ جب حضرت مولوی صاحب اس کے پاس سے گزرے تو وہ کہنے لگا میں ایک غریب آدمی ہوں۔ میرے پاس تن ڈھانکنے کے لئے کوئی کپڑا نہیں مجھ پر رحم کریں۔ حضرت مولوی صاحب اس وقت اٹلی کا ایک بالکل نیا کمبل اوڑھے ہوئے تھے۔ آپ نے فوراً وہ کمبل اُتار کر اُسے دے دیا اور خود اُسی حالت میں اپنے گھر تشریف لے گئے۔ (صفحہ 304,303 ایضاً)

طریق تربیت: حضرت مولوی شیر علی صاحب کا نوجوانوں کو نماز با جماعت کی طرف توجہ دلانے کا ایک دلاویز طریق یہ بھی تھا۔ کہ جب آپ (بیت) مبارک کی طرف نماز کی ادائیگی کے لئے تشریف لا رہے ہوتے اور راستہ میں لڑکوں کو خوش گپیوں میں مشغول پاتے تو آپ اُن سے صرف اتنا دریافت فرماتے۔ ''کیا اذان ہوگئی ہے''

آپکی تربیت اور احترام بیت کا انداز بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر غلام غوث صاحب تحریر کرتے ہیں۔ کہ حضرت مولوی شیر علی صاحب کا یہ طریق تھا کہ جب آپ کو کسی دوست سے کوئی دنیاوی قسم کی بات کرنی ہوتی تو خانہ خدا کے احترام کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کو بیت الذکر سے باہر لے جاتے۔ اور بات ختم ہونے پر (بیت الذکر) میں تشریف لاتے۔

(صفحہ 285 ایضاً)

ضروری گزارش

رسالہ ماہنامہ انصار اللہ کے خریداران سے گزارش ہے کہ براہ کرم جن احباب کے ذمہ ماہنامہ انصار اللہ کا بقایا ہے وہ اپنی اولین فرصت میں چندہ جمع کروا کر ممنون فرمائیں۔

نیز قیادت اشاعت مجلس انصار اللہ کی کتب وڈائری کا بقایا بھی جلد از جلد ادا کر کے ممنون فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(مینیجر و پبلیشر ماہنامہ)

پابندی

مکرم عبدالکریم قدسی صاحب۔سری لنکا

کتابوں اور اخباروں، رسالوں پر بھی پابندی
ہماری سوچ پر، خوابوں، خیالوں پر بھی پابندی

میسر ہیں انہیں دنیا جہاں کی نعمتیں ساری
ہمارے ہاتھ کے سوکھے نوالوں پر بھی پابندی

اُدھر سب رطب و یابس کی اجازت ہے، اِدھر لیکن
حدیثوں اور قرآنی حوالوں پر بھی پابندی

طلوع صبح کی کرنوں پہ ان کا بس نہیں چلتا
وگرنہ وہ لگا دیتے اجالوں پر بھی پابندی

وہاں سے علم، ہجرت کرنے والا ہے، جہاں ہو گی
جوابوں پر بھی پابندی، سوالوں پر بھی پابندی

کھلی چھٹی ہے چوروں، ڈاکوؤں کو رات دن، لیکن
ہے چوکیدار پر بھی اور تالوں پر بھی پابندی

کبھی تو تتلیاں بھی اُس چمن کا رخ نہیں کرتیں
جہاں ہو مسکرانے، ہنسنے والوں پر بھی پابندی

یہ کس کا خوف ہے کہ شہر بھی ویران ہیں قدسیؔ
لگا دی کس نے جنگل میں غزالوں پر بھی پابندی

مسائل کا حل

ابن صدیق کے قلم سے

گزشتہ کئی ماہ سے یونان کے اقتصادی بحران کی خبریں عالمی ذرائع ابلاغ میں نمایاں رہی ہیں۔ بحران یہ ہے کہ یونان قرض دینے والے عالمی اداروں سے اتنا قرض لے بیٹھا ہے کہ اب اُسے لوٹانا اس کے بس سے باہر نظر آ رہا ہے۔ اس کا حل ہر کوئی جانتا ہے مگر اس پر عمل درآمد آسان نہیں ہے۔ حل یہ ہے کہ ٹیکسوں کو بڑھایا جائے اور عوام جن سہولتوں کے عادی ہیں انہیں کم سے کم کر دیا جائے۔ یہ حل عوام میں حکومت کو غیر مقبول بنا دیتا ہے۔ اس لئے حکومتیں ان حقائق سے بخوبی واقف ہوتے ہوئے ان کا سامنا کرنے سے کتراتی ہیں۔ یونان کی موجودہ حکومت نے جو نعرے لگا کر انتخابات میں فتح حاصل کی تھی ان میں سے ایک نعرہ سادہ زندگی کی مخالفت بھی تھا۔

عالمی ذرائع ابلاغ اس موقع پر یہ دلچسپ حقیقت بھی پیش کر رہے ہیں کہ زندگی کی ایسی مشکلات کا حل یونان سے ہی شروع ہونے والے ایک مکتبہ فکر نے اڑھائی ہزار سال سے پیش کیا ہوا ہے۔ اس مکتبہ فکر کو Stoicism کہتے ہیں۔ انکے نزدیک زندگی کے ایسے مصائب و مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے ہمیں مندرجہ ذیل حکمت عملی اختیار کرنی چاہئے۔

- اوّل یہ کہ ہمیں یہ واضح طور پر علم ہونا چاہئے کہ ہم کیا تبدیل کر سکتے ہیں اور کیا تبدیلی کرنا ہمارے بس سے باہر ہے۔ ایسے شخص کی زندگی بڑی قابل رحم ہے جو ایسی تبدیلیوں کے لئے کوشاں ہیں جو وہ کر ہی نہیں سکتا۔
- دوسرے یہ کہ ہمیں مشکلات کے وقت کبھی کبھی یہ سوچنا چاہئے کہ حالات اس سے بدتر بھی تو ہو سکتے ہیں۔ اگر واقعی حالات بدتر ہو گئے تو ہم ذہنی طور پر تیار ہوں گے اور اگر نہ ہوئے تو جو آسائشیں ہمیں حاصل ہیں ان کی قدر و قیمت ہمارے دل میں رہے گی۔
- تیسرے یہ کہ ہمیں کبھی کبھی اپنی مرضی کے خلاف بھی بعض کام کرنے چاہئیں تا کہ حالات کی کوئی منفی تبدیلی ہمارے مزاج کی خوشگواری کو برباد نہ کر دے۔ یعنی اگر ہم ناپسندیدہ باتوں کو برداشت کرنے کی کچھ مشق کرتے رہیں گے تو مستقبل میں اپنی خوشی کو محفوظ بنا رہے ہوں گے۔

یونان کا یہ اقتصادی بحران اور Stoicism کی اس حکمت عملی کا بیان کرنے سے ہمارا مقصد ایک اہم امر کی نشاندہی کرنا ہے۔ وہ اہم امر یہ ہے کہ بالعموم دنیا اپنے مسائل کے حل اپنے مذاہب سے پیش نہیں کرتی۔ ہم خوش نصیب ہیں کہ ہمارا مذہب ہمیں مسائل کا محض ایک فکری و نظری حل ہی نہیں بتاتا بلکہ ایک مکمل نظام فکر و عمل پیش کرتا ہے جہاں اوّل یہ مسائل پیدا نہیں ہوتے اور اگر پیدا ہوں تو ایک واضح حکمت عملی ہمارے سامنے ہوتی ہے۔ اور ایک ایسا ماحول دیتا ہے جو اس حکمت عملی کے اختیار کرنے کو آسان بنا دیتا ہے۔

کیا پاکستان اس لئے بنایا تھا؟

زاہدہ حنا اپنے کالم ''زرم گرم''میں زیر عنوان کیا پاکستان اس لئے بنایا تھا؟ میں لکھتی ہیں۔

پاکستان کے قیام کا مطالبہ اس لئے کیا گیا تھا کہ برصغیر میں مسلم اکثریت کے علاقوں کو خودمختاری حاصل ہو اور وہ ایک آزاد مملکت میں جمہوری بنیادوں پر سیاسی، سماجی اور ثقافتی اعتبار سے اپنا تشخص قائم کرسکیں اور عالمی برادری میں سربلند ہو سکیں۔ بانی پاکستان نے کبھی یہ نہیں کہا تھا کہ وہ جس ملک کے قیام کی جدوجہد کر رہے ہیں وہاں ایک تھیوکریٹک ریاست قائم کی جائے گی۔ پاکستان کے پرچم میں سفیدی کے بارے میں کہا گیا تھا کہ وہ اقلیتوں اور امن کی علامت ہے۔ امن کا پاکستان میں جو حشر ہوا وہ ہم سب کے سامنے ہے۔ اقلیتوں سے وعدہ کیا گیا تھا کہ ان کے تمام حقوق کی حفاظت کی جائے گی اور انہیں مساوی بنیادوں پر ترقی کے مواقع حاصل ہوں گے۔ ابتدائی دنوں میں ایسا ہوتا نظر بھی آ رہا تھا لیکن پھر یہ تمام وعدے ہوا میں تحلیل ہو گئے۔ 10/اگست 1947ء کو جب پاکستان کی آئین ساز اسمبلی کا افتتاحی اجلاس ہوا تو مشرقی بنگال سے رکن منتخب ہونے والے اچھوت رہنما جوگندر ناتھ منڈل کو اسمبلی کا عارضی چیئرمین مقرر کیا گیا اور جب پہلی پاکستانی کابینہ وجود میں آئی تو اس میں منڈل صاحب وزیر قانون بنائے گئے۔ بانی پاکستان کاروبارِ حکومت میں مذہب کا عمل دخل نہیں چاہتے تھے۔ اس کا ثبوت 11 اگست کی ان کی وہ تقریر ہے جس کا بار بار حوالہ دیا جاتا ہے۔ اس سے پہلے وہ 13 جولائی 1947ء کو دلی میں ایک پریس کانفرنس کر چکے تھے جس میں انہوں نے جمہوریت اور اقلیتوں کے حقوق کے بارے میں واضح الفاظ میں کہا تھا:

''پاکستان ایک جمہوری ریاست ہوگی اور اس میں غیر مسلم اقلیتوں کو ہر لحاظ سے مساوی حقوق حاصل ہوں گے۔ انہوں نے کہا تھا کہ پاکستانی ڈومینین میں اقلیتوں کے مذہب، عقیدے، جان و مال اور ثقافت کا تحفظ ہوگا۔ وہ ہر لحاظ سے پاکستان کے شہری ہوں گے اور ان سے کسی طرح کا کوئی امتیاز نہیں برتا جائے گا البتہ انہیں بلاشبہ پاکستانی شہریت کی ذمہ داریاں بھی ادا کرنا ہوں گی۔ اقلیتوں کو ریاست کا حقیقی وفادار ہونا پڑے گا''

ایک طرف یہ تاریخی بیان ہے، دوسری طرف 1948ء کے بعد سے آج تک ہماری ریاست کا وہ رویہ ہے جو اس نے اقلیتوں کے ساتھ اختیار کیا۔ آج عالم یہ ہے کہ ہزارہا مسیحی، احمدی اور ہندو بامر مجبوری ترکِ وطن کر چکے۔ پاکستان کی سب سے بڑی اقلیت یعنی شیعہ، ہر لمحہ جس طرح جان و مال کے خوف میں گرفتار رہتے ہیں، یہ ان ہی کے دل سے پوچھئے۔ فرقہ واریت کی زد میں اکثریتی اور اقلیتی تمام فرقے آ رہے ہیں۔ کیا ایک ایسے ہی پاکستان کے لئے لوگوں نے 1946ء میں ووٹ ڈالے تھے۔ آج کے دن پاکستانی پرچم پر نگاہ ڈالیے اور سوچئے کہ اس کی سفیدی جو امن اور اقلیتوں کی نمائندگی کرتی تھی کیا اس پر لہو کے چھینٹے نہیں ہیں؟

ہمیں خود سے یہ سوال تو کرنا چاہئے کہ جو کچھ ہم نے کیا ہے، کیا پاکستان اس کے لئے بنایا گیا تھا؟

(روزنامہ ایکسپریس 13/اگست 2014ء)

اک صورتِ عذاب

رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین مفتی منیب الرحمٰن اپنے کالم "زاویہ نگاہ" میں لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "(اے نبی!) کہہ دیجئے! وہی اس بات پر قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب بھیجے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا تمہیں مختلف گروہوں میں بانٹ کر ایک دوسرے سے بھڑا دے اور تمہارے بعض کو بعض سے لڑائی کا مزہ چکھادے، دیکھئے! ہم کس طرح نشانیاں بیان کرتے ہیں، تاکہ یہ سمجھیں" (الانعام:65)

اس آیت میں اللہ عزّ وجلّ نے عذاب کی مختلف صورتیں بیان فرمائی ہیں، یہ قدرت کی طرف سے تنبیہات (Warnings) ہوتی ہیں تاکہ لوگ سرکشی سے باز آجائیں، معصیت سے پلٹ کر اطاعت کی طرف آئیں۔ مفسرین کرام نے بیان کیا کہ اوپر سے عذاب کی ایک صورت طوفانی بارشیں، ہولناک آندھیاں، بجلی کی کڑک اور چنگھاڑ ہے جسے قرآن مجید میں "صَیْحَۃ" سے تعبیر کیا گیا ہے، موسم کی شدت اور حِدّت بھی ایک صورت ہوسکتی ہے۔ اور نیچے سے عذاب کی صورت سیلاب ہیں، زلزلے ہیں، اچانک پھوٹ پڑنے والی مہلک بیماریاں ہیں، جیسے ماضی میں مختلف انبیاء کرام علیہم السلام کی امتوں پر طرح طرح کے عذاب نازل ہوئے۔ قومِ نوح، قومِ ہود، قومِ شعیب، قومِ صالح، قومِ لوط اور قومِ موسیٰ علیہم السلام پر عذاب کا تفصیلی بیان قرآن میں مذکور ہے۔ نظامِ حکومت کی ابتری، فساد، انتشار، لاقانونیت اور ظلم وعُدوان کا دوردورہ ہونا بھی ایک صورتِ عذاب ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا:

"اوپر کے عذاب سے مراد یہ ہے کہ ظالم اور بے رحم حکمران مسلط ہوجائیں گے اور نیچے کے عذاب سے مراد یہ ہے کہ ماتحت ملازمین بے وفا، غدار، کام چور اور خائن ہوجائیں گے" (روزنامہ دنیا فیصل آباد 19 ستمبر 2014ء)

آتش عشق میں جلا ہوگا

(مکرم میر انجم پرویز صاحب)

تو اگر درمیاں نہیں ہوتا ☆ سخت یہ امتحاں نہیں ہوتا
جو کروں نذر جسم، جان کہ دل ☆ تیرے شایانِ شاں نہیں ہوتا
ہر جگہ اور ہر زمانے میں ☆ عشق کب اور کہاں نہیں ہوتا
مسکرا تو رہا ہوں محفل میں ☆ پر غمِ دل نہاں نہیں ہوتا
آتش عشق میں جلا ہوگا ☆ ورنہ ایسا دھؤاں نہیں ہوتا
چشم بھی بولتی ہے، چہرہ بھی ☆ لفظ ہی ترجماں نہیں ہوتا

ذیابیطس کے متعلق چند حقائق

مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب

ایک محتاط اندازے کے مطابق دنیا بھر میں ذیابیطس کی بیماری میں مبتلا افراد کی تعداد 38 کروڑ سے زائد ہے اور آئندہ بیس سالوں میں یہ تعداد 59 کروڑ سے تجاوز کر جانے کا اندیشہ ہے۔ایشیائی افراد کو ذیابیطس کا مرض لاحق ہونے کا امکان دوسروں کی نسبت زیادہ ہے۔نسلی وجوہات کے علاوہ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم لوگ کھاتے زیادہ اور پیدل کم چلتے ہیں اور پھر کھانے میں بھی برگر، نان، سموسے، پکوڑے، چپس، بریانی وغیرہ کا استعمال بڑی تیزی کے ساتھ بڑھتا جا رہا ہے۔ذیابیطس کے لحاظ سے دنیائے طب میں ایسی اشیاء کو بجا طور پر weapons of mass destruction کہا جا سکتا ہے۔

ذیابیطس کی وہ قسم جس میں بڑی عمر کے افراد مبتلا ہوتے ہیں، یعنی بلوغت میں شروع ہونے والی ذیابیطس سے ہم کافی حد تک اپنا اور اپنے بچوں کا بچاؤ کر سکتے ہیں اگر 5 سال کی عمر سے ہی ان اشیاء سے ممکنہ حد تک پرہیز شروع کر دیں اور باقاعدگی سے ورزش کرنا اپنا معمول بنا لیں۔

ایک بات یہ بھی یاد رکھنے والی ہے کہ بڑی عمر میں لاحق ہونے والی ذیابیطس یا شوگر کی علامات جو عام طور پر مشہور ہیں یعنی پیشاب زیادہ آنا، پیاس زیادہ لگنا، وزن میں کمی ہونا، وغیرہ بیمار ہو جانے کے بعد پہلے پانچ چھ سال کے عرصہ میں عموماً ظاہر نہیں ہوتیں بلکہ خاموشی کے ساتھ اندر ہی اندر جسم کو متاثر کرنا شروع کر دیتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ بہت سے افراد ذیابیطس کی تشخیص سے پہلے ہی بعض پیچیدگیوں کا شکار ہو سکتے ہیں۔اس لیے مندرجہ ذیل تین محرکات بے حد اہم ہیں۔

1۔وزن کی زیادتی **2**۔40 سال سے زائد عمر **3**۔قریبی عزیزوں میں شوگر کے مرض کا ہونا۔

اگر ان میں سے کوئی دو اسباب موجود ہیں تو شوگر کی بیماری لاحق ہونے کا خطرہ بہت زیادہ ہے۔اس لیے ایسے شخص کو سال میں کم از کم ایک یا دو مرتبہ شوگر کی بیماری کا معلوم کرنے کے لئے لیبارٹری ٹیسٹ کرواتے رہنا چاہئے تاکہ بروقت علاج اور پرہیز شروع ہو سکے۔

شوگر کے مریضوں کو کچھ عرصہ قبل تک زمین کے نیچے پائی جانے والی سبزیاں مثلاً آلو، گاجر وغیرہ استعمال کرنے سے

منع کر دیا جاتا تھا لیکن تازہ تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ سوائے چقندر اور شکر قندی کے، زمین کے نیچے پائی جانے والی سبزیاں نہ صرف کھائی جا سکتی ہیں بلکہ اس بیماری میں مفید بھی ہیں ۔ہاں کھانے میں اعتدال ضروری ہے ۔

اسی طرح اُبلے ہوئے چاول بھی مناسب مقدار میں شوگر کے مریضوں کو کھانے کی اجازت ہے ۔البتہ نان کھانے کی بجائے چپاتی کا استعمال کرنا چاہئے ۔اس سلسلہ میں بنیادی بات یہ ہے کہ ریشہ (Fiber) دار غذا کو ترجیح دینی چاہیے ۔شوگر کے مریضوں کا پیٹ کافی بڑا ہو جاتا ہے اگر وہ اپنی شوگر کو بہتر کنٹرول کرنا شروع کر دیں تو اس کے نتیجہ میں بالعموم پیٹ کا سائز کم ہونا شروع ہو جائے گا۔

جو مریض انسولین کے ٹیکے لگاتے ہیں وہ یہ ٹیکے پیٹ یا ٹانگ کے اوپر والے حصہ پر لگائیں تو زیادہ بہتر ہے ۔

انسولین کی دوائی کو ریفریجریٹر کے اندر رکھنے کا مشورہ دیا جاتا ہے ۔یہ درست ہے تاہم جہاں بجلی ہی میسر نہ ہو وہاں ٹھنڈے پانی کے کولر میں بھی اسے رکھا جا سکتا ہے ۔اور یہ بھی ضروری نہیں کہ کولر میں برف ہو ۔ہاں البتہ پانی صاف ہو اور روز تبدیل کیا جاتا رہے ۔اگر کولر بھی موجود نہ ہو تو دھاگے کے ذریعے پانی کے مٹکے میں بھی انسولین کی وائل لٹکائی جا سکتی ہے ۔لیکن مٹکے کا پانی بھی روزانہ تبدیل کرنا ضروری ہے ۔استعمال شروع کرنے کے بعد انسولین کی ایک وائل دو ماہ تک قابلِ استعمال رہتی ہے ۔انسولین کا ٹیکا لگانے کے لیے ڈسپوزایبل سرنج استعمال کی جاتی ہے ۔جس کو ایک مرتبہ استعمال کرنے کے بعد ضائع کر دینا چاہئے ۔تاہم اگر سرنج بآسانی دستیاب نہ ہو یا مالی استطاعت کم ہو تو ایک شخص اسی سرنج سے تین چار مرتبہ انسولین لگا سکتا ہے بشرطیکہ سرنج کی سوئی کو ہاتھ وغیرہ نہ لگا ہو اور ٹیکہ لگانے کے بعد فوراً سوئی کے اوپر پلاسٹک کور چڑھا دیا جائے ۔

مونگ پھلی

انڈیانا: امریکی ماہرین نے اپنی تحقیق میں دعویٰ کیا ہے کہ مونگ پھلی کا باقاعدہ استعمال شوگر اور عارضہ قلب کے مریضوں کے لئے انتہائی مفید ہے ۔

امریکی ماہرین کی تحقیق کے مطابق مونگ پھلی میں انسانی صحت کے لئے مفید چکنائی، وٹامن ای، نمکیات اور فائبر بڑی مقدار میں پائے جاتے ہیں جو دل کی کئی بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت بڑھاتا ہے، اس کے علاوہ اس کا باقاعدہ استعمال خون میں شکر کی سطح کو برقرار رکھنے میں مدد دیتا ہے ۔اس لئے ذیابیطس کے مریض اس کے روزانہ استعمال سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں اور شکر کی سطح کو برقرار رکھ کر صحت مندانہ اور فعال زندگی گزار سکتے ہیں ۔

تحقیق میں کہا گیا ہے کہ مونگ پھلی کا باقاعدہ استعمال جہاں امراض قلب اور شوگر کو کنٹرول کرتا ہے وہیں اس سے وزن میں اضافے کو بھی روکا جا سکتا ہے جو کہ انسان کو بیماریوں میں مبتلا کرنے کی سب سے بڑی وجہ ہے ۔

مجالس انصاراللہ کی مساعی

قیادت عمومی مجلس انصاراللہ پاکستان

ریفریشر کورسز ،میٹنگز، اجلاسات واجتماعات

8رمارچ نظامت اعلیٰ ضلع لاہور کے زیر اہتمام دیہاتی مجالس کا ریفریشر کورس دارالذکر میں منعقد ہوا۔مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان ،مکرم ڈاکٹرعبدالخالق خالد صاحب نائب صدر مجلس ،مکرم عبدالسمیع خان صاحب قائد اصلاح وارشاد،مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب قائدتربیت نومبائعین نے بذریعہ وڈیولنک ہدایات دیں۔حاضری 29رہی۔

29رمارچ نظامت اعلیٰ ضلع لاہور کے منتظمین تجنید کی میٹنگ منعقد ہوئی۔مرکز سے مکرم عبدالسمیع خان صاحب قائد اصلاح وارشاد نے شرکت کی۔حاضری 12رہی۔

23رمئی مجلس ڈیفنس ناصر لاہور کے زیر اہتمام جلسہ یوم خلافت اور مجلس سوال وجواب منعقد ہوئی۔مکرم ناظم اعلیٰ علاقہ نے شرکت کی اور خطاب کیا۔حاضری 30رہی۔

24رمئی مجلس دہلی گیٹ لاہور کے زیر اہتمام جلسہ یوم خلافت منعقد ہوا۔حاضری 50رہی۔

3راپریل نظامت اعلیٰ ضلع رحیم یارخان کے زیر اہتمام زعماءاور ضلعی عاملہ کا ریفریشر کورس ہوا۔جس میں حاضری 19رہی۔

24رمئی مجلس ایوان توحید راولپنڈی نے جلسہ یوم خلافت کا انعقاد کیا۔جلسہ کی حاضری 180رہی۔

5راپریل نظامت اعلیٰ ضلع کراچی کے زیر اہتمام منتظمین ایثار کا ریفریشر کورس منعقد ہوا۔مکرم میجر شاہد احمد سعدی صاحب قائد ایثار نے خطاب کیا اور ڈائمنڈ جوبلی سال کے تعلق میں مرکزی ٹارگٹس سے آگاہ کیا۔14منتظمین ایثار اور 16زعماء نے شرکت کی۔

16راپریل مجلس ماڈل کالونی کراچی کے اجلاس میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان نے شمولیت کی۔حاضری 76رہی۔

17راپریل نظامت اعلیٰ کے تحت خصوصی اجلاس ناظمین علاقہ واضلاع وزعماء اعلیٰ کراچی وسندھ میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان نے شمولیت کی۔حاضری 59رہی۔

17راپریل تقریب شکرانہ ضلع کراچی میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان نے شمولیت کی۔حاضری 71رہی۔

9رمئی مجلس ڈرگ کالونی کراچی کے زیر اہتمام جلسہ سیرت النبی ﷺ کا انعقاد ہوا۔مجموعی حاضری 27رہی۔

10رمئی نظامت اعلیٰ ضلع کراچی کے زیر اہتمام زعماء اعلیٰ ،ضلعی عاملہ اور منتظمین عمومی کا ریفریشر کورس مکرم چوہدری منیر احمد

صاحب کی صدارت میں بیت الشرف گلشن اقبال کراچی میں منعقد ہوا۔حاضری 69 رہی۔

19 راپریل نظامت اعلیٰ ضلع اسلام آباد کے زیر اہتمام خدام الاحمدیہ سے انصار اللہ میں آنیوالے 7 انصار کے اعزاز میں تقریب منعقد ہوئی۔حاضری 12 رہی۔

10 رمئی نظامت اعلیٰ ضلع اسلام آباد کی عاملہ وعہدیداران صف دوم کے ریفریشر کورس میں مکرم مرزا فضل احمد صاحب نے شمولیت کی۔حاضری 30 رہی۔

27 رمئی نظامت اعلیٰ ضلع اسلام آباد کے زیر اہتمام یوم خلافت اور ڈائمنڈ جوبلی کی مناسبت سے جلسہ منعقد ہوا۔مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان نے شمولیت کی اور اطاعت رسول کی حقیقت کو ایمان افروز واقعات کی روشنی میں واضح کیا۔حاضری 536 رہی۔

17 رمئی نظامت اعلیٰ ضلع منڈی بہاؤالدین کے زیر اہتمام ضلعی عاملہ و زعماء مجالس و عاملہ منڈی بہاؤالدین کا سالانہ ریفریشر کورس منعقد ہوا۔مکرم مرزا فضل احمد صاحب نائب صدر صف دوم او رمکرم عبدالسمیع خان صاحب قائد اصلاح وارشاد نے شمولیت کی۔حاضری 88 رہی۔

19 راپریل نظامت اعلیٰ ضلع ننکانہ صاحب کی ضلعی عاملہ اور حلقہ بھوڑو کی مجالس کے زعماء کا ریفریشر کورس مکرم عظمت حسین شہزاد صاحب ناظم اعلیٰ علاقہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔حاضری 22 رہی۔

2 رمئی نظامت اعلیٰ ضلع کوئٹہ کے عہدیداران کا ریفریشر کورس زیر صدارت مکرم ناظم اعلیٰ علاقہ کراچی بیت الحمد کوئٹہ میں منعقد ہوا۔ضلع کوئٹہ کے 12 عہدیداران اور 3 انصار نے شمولیت کی۔

19 راپریل مجلس کریم نگر فیصل آباد کا ریفریشر کورس منعقد ہوا۔مرکز سے مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب قائد عمومی اور مکرم شکیل احمد قریشی صاحب نائب قائد عمومی نے شرکت کی اور ہدایات دیں۔حاضری 30 رہی۔

6 رمئی مجلس دارالنور فیصل آباد کے تربیتی اجلاس میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان نے شمولیت کی۔حاضری 71 رہی۔

29 رمئی مجلس دارالنور فیصل آباد کے زیر اہتمام جلسہ یوم خلافت منعقد ہوا۔مرکز سے مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب قائد عمومی نے شرکت کی۔حاضری 95 رہی۔

29 رمئی مجلس دارالفضل فیصل آباد کے زیر اہتمام جلسہ یوم خلافت منعقد ہوا۔مرکز سے مکرم عبدالسمیع خان صاحب قائد اصلاح وارشاد نے شرکت کی۔حاضری 111 رہی۔

19 راپریل مجلس ساہیوال شہر کا ریفریشر کورس منعقد ہوا۔عاملہ کے تمام ارکان اور ناظم ضلع نے شرکت کی۔حاضری 17 رہی۔

19 راپریل نظامت اعلیٰ ضلع سرگودھا کے زیر اہتمام حلقہ جنوبی کا سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔حاضری 76 رہی۔

19 راپریل نظامت اعلیٰ ضلع سیالکوٹ کے زیر اہتمام حلقہ قلعہ کالروالہ، حلقہ داتہ زیدکا اور حلقہ کھیوہ باجوہ کا سالانہ اجتماع کلاسوالہ میں منعقد ہوا۔مرکز سے مکرم عبدالقدیر قمر صاحب اور مکرم منیر احمد شمس صاحب نے شرکت کی۔حاضری 285 رہی۔

10 رمئی نظامت اعلیٰ ضلع سیالکوٹ کے زیر اہتمام 23 مجالس کا اجتماع منعقد ہوا۔مکرم مظفر احمد درانی صاحب قائد تعلیم نے

شمولیت کی۔حاضری 235 رہی۔

17 رمئی نظامت اعلیٰ ضلع سیالکوٹ کے زیر اہتمام تحصیل ڈسکہ کا سالانہ اجتماع بمقام ندیم آباد زیر صدارت مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نائب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان ہوا۔علمی و ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔حاضری 200 رہی۔

10 رمئی نظامت اعلیٰ ضلع گجرات کی عاملہ و زعماء کرام کے ریفریشر کورس میں مکرم محمد محمود طاہر صاحب قائد تعلیم القرآن نے شمولیت کی۔حاضری 67 رہی۔

17 رمئی کو نظامت اعلیٰ علاقہ گوجرانوالہ کے ممبران کمیٹی تربیت و اصلاح وارشاد کے ساتھ میٹنگ اور شعبہ جات کا ریفریشر کورس مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نائب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان نے کیا۔حاضری 20 رہی۔

یکم مئی مجلس گوجرانوالہ شرقی کا سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان نے شمولیت کی۔حاضری 207 رہی۔

یکم مئی حافظ آباد اور پریم کوٹ کی مجالس کے تربیتی اجتماع میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان اور مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب قائد تربیت نومبائعین نے شمولیت کی۔حاضری 95 رہی۔

27 راپریل مجلس مقامی ربوہ کے زیر اہتمام محلہ جات میں رابطہ پروگرام کے تحت 26 وفود بھجوائے گئے جنہوں نے 248 گھرانوں میں رابطہ کر کے نماز باجماعت، جمعہ، خطبہ اور MTA سے استفادہ، تلاوت اور نظام وصیت کی طرف توجہ دلائی۔

9 رمئی مجلس مقامی ربوہ کے زیر اہتمام منتظمین تعلیم القرآن حلقہ جات ربوہ کا ریفریشر کورس منعقد ہوا۔مکرم محمد محمود طاہر صاحب قائد تعلیم القرآن نے خطاب کیا۔حاضری 42 رہی۔

16 رمئی مجلس مقامی ربوہ کے بلاک یمن کے ناظرہ نہ جاننے والے انصار کا قرآن سیمینار انصاراللہ مقامی کے ہال میں منعقد ہوا۔جس میں مکرم محمد محمود طاہر صاحب قائد تعلیم القرآن نے شمولیت کی اور قرآن کریم سیکھنے اور اس کی اہمیت و برکات بیان کیں۔حاضری 39 رہی۔

24 رمئی مجلس مقامی ربوہ کے زیر اہتمام دارالعلوم شرقی بلاک اور دارالعلوم غربی بلاک کے عہدیداران کا ریفریشر کورس منعقد ہوا۔جن کی مجموعی حاضری 119 رہی۔

31 رمئی مجلس مقامی ربوہ کے زیر اہتمام قرآن سیمینار کا انعقاد ہوا۔مکرم محمد محمود طاہر صاحب قائد تعلیم القرآن اور مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب زعیم اعلیٰ ربوہ نے شرکت کی۔حاضری 105 رہی۔

8 رمئی مجلس گوجرانوالہ غربی کا اجتماع منعقد ہوا۔مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب قائد تربیت نومبائعین اور مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب قائد عمومی نے شمولیت کی۔مطالعہ کتب،خطبات امام اور دعوت الی اللہ کے بارہ میں توجہ دلائی۔حاضری 120 رہی۔

22 رمئی مجلس ترگڑی گوجرانوالہ میں حلقہ کی سطح پر انصاراللہ کا تربیتی اجتماع منعقد ہوا۔مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب قائد تربیت نومبائعین نے شمولیت کی۔حاضری 108 رہی۔

22 رمئی مجلس راہوالی ضلع گوجرانوالہ میں حلقہ کی سطح پر انصاراللہ کا سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس

انصاراللہ پاکستان نے شمولیت کی۔حاضری 68 رہی۔

22 مئی نظامت اعلیٰ ضلع حافظ آباد کے زعماء و ضلعی عاملہ کے ساتھ میٹنگ میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان اور مکرم عبدالسمیع خان صاحب نے شرکت کی اور ہدایات دیں۔حاضری 30 رہی۔

22 مئی نظامت اعلیٰ ضلع حافظ آباد نے یوم خلافت منایا۔مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس اور مکرم عبدالسمیع خان صاحب قائد اصلاح وارشاد نے شرکت کی۔حاضری 300 رہی۔

22، 23 مئی قیادت تربیت مجلس انصاراللہ کے زیر اہتمام عہدیداران کا ریفریشر کورس منعقد ہوا۔107 ناظمین تربیت پنجاب و سرحد و آزاد کشمیر نے شرکت کی۔

10 مئی نظامت اعلیٰ علاقہ و ضلع میر پور آزاد کشمیر کے ریفریشر کورس میں مکرم عبدالسمیع خان صاحب قائد اصلاح وارشاد نے شمولیت کی۔حاضری 36 رہی۔

میڈیکل کیمپس وخدمت خلق (ایثار)

ماہ اپریل مجلس مقامی ربوہ کے زیر انتظام محلہ جات احمد نگر، دارالانوار، دارالفضل شرقی، فیکٹری ایریا سلام، کہکشاں کالونی اور دارالنصر وسطی نے ربوہ کے گردونواح میں 5 میڈیکل کیمپس کا انعقاد کیا جن میں 667 مریضوں کو مفت ادویات دی گئیں۔

ماہ مئی میں مجلس مقامی ربوہ نے مریضوں کیلئے انگریزی ادویات مرکز میں جمع کروائیں۔

16 اپریل حلقہ دارالصدر غربی قمر ربوہ نے ہست کھوہ میں میڈیکل کیمپ لگایا۔کل 175 مریضوں کو مفت ادویات دی گئیں۔

8 مئی مجلس مقامی ربوہ کے محلہ دارالفتوح غربی کے تین انصار نے فضلِ عمر ہسپتال کا دورہ کر کے 36 مریضوں کی عیادت کی اوران میں جوس اور ٹافیاں تقسیم کیں۔

ماہ اپریل میں مجلس ڈرگ کالونی کراچی نے 4 بوتل خون عطیہ کیا، 2000 روپے کی ادویات خرید کر دیں اور نلکے کے ٹارگٹ میں مبلغ 12000 روپے جمع کروائے۔

16 مئی مجلس ڈرگ کالونی کراچی نے سمار جو کھو گوٹھ میں میڈیکل کیمپ لگایا جس میں 121 مریضوں کا مفت علاج کیا گیا۔

ماہ اپریل مجلس ماڈل کالونی کراچی نے 4 میڈیکل کیمپ لگائے جن میں مجموعی طور پر 1603 مریضوں کو مفت ادویات دی گئیں، قابل استعمال میڈیسن مرکز بھجوائیں اور 42000 روپے مستحقین کی مالی مدد کی۔

ماہ اپریل مجلس لانڈھی کراچی نے دوران ماہ 87 مریضوں کو ادویات دیں اور 5 انصار نے عطیہ خون دیا۔

ماہ اپریل نظامت اعلیٰ ضلع عمر کوٹ نے 8 میڈیکل کیمپس کا انعقاد کیا جن میں 4000 مریضوں کو مفت ادویات دی گئیں، 35 کپڑوں کے جوڑے، 115 من گندم مستحقین میں تقسیم کی گئی اور ایک ناصر نے عطیہ خون دیا۔

ماہ اپریل مجلس پیلووینس ضلع خوشاب نے 60 مریضوں کو مفت ادویات دیں۔

ماہ اپریل مجلس واہ کینٹ راولپنڈی نے مبلغ 2500 روپے امداد طلباء کی مد میں مستحقین کو دیئے۔

ماہ اپریل مجلس دہلی گیٹ لاہور نے ڈائمنڈ جوبلی پروگراموں کے تحت 3 بکرے صدقہ کئے، 6 انصار نے عطیہ خون دیا اور مستحقین کی مالی مدد کے ساتھ مستحقین کے لئے 52 سوٹ مرکز بھجوائے۔

ماہ اپریل میں مجلس فیصل ٹاؤن لاہور کے 4 انصار نے خون کا عطیہ دیا۔
ماہ اپریل مجلس دارالسلام لاہور نے 3 میڈیکل کیمپس کے ذریعہ 445 مریضوں کا مفت علاج کیا۔
ماہ اپریل نظامت اعلیٰ ضلع لاہور نے مکرم مجید احمد قریشی صاحب سابق سپرنٹنڈنٹ جیل کی معاونت سے 6 قیدیوں کو رہائی دلوائی۔
19 اپریل مجلس واپڈا ٹاؤن لاہور کے 7 انصار نے فاطمید فاؤنڈیشن کو خون کے عطیات دیئے اور ایک نلکا کا خرچ 12000 روپے جمع کروائے۔
19 اپریل مجلس جوہر ٹاؤن لاہور کے 4 انصار نے خون کا عطیہ دیا۔
26 اپریل مجلس بیت التوحید لاہور کے 5 انصار و خدام نے فاطمید سنٹر میں عطیہ خون دیا۔
12 اپریل نظامت اعلیٰ ضلع حافظ آباد کے زیر اہتمام خانپور میں میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا جس میں 140 مریضوں کو مفت ادویات دی گئیں نیز 30 من گندم مستحقین میں تقسیم کی گئی۔
10 اپریل نظامت اعلیٰ ضلع فیصل آباد کے زیر اہتمام مجلس 69 رب گھسیٹ پورہ میں میڈیکل کیمپ لگایا گیا جس میں 175 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔
17 اپریل مجلس کریم نگر فیصل آباد نے چک 202 ر-ب اضافی بستی میں میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا جس میں 72 مریضوں کو مفت ادویات دی گئیں، 3 مستحقین کی آنکھوں میں لیز رلگوائے گئے اور ان کی 30000 روپے کی مالی مدد کی گئی۔
24 اپریل مجلس دارالحمد فیصل آباد نے میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا جس میں 16 مریضوں کو مفت ادویات دی گئیں۔
20 اپریل نظامت اعلیٰ ضلع ساہیوال کے زیر انتظام مجلس L-11/30 میں میڈیکل کیمپ لگایا گیا۔ مرکز سے میڈیکل ٹیم نے 456 مریضوں کو مفت ادویات دیں۔
15 مئی نظامت اعلیٰ ضلع سیالکوٹ نے فاطمید فاؤنڈیشن کے تعاون سے گھٹیالیاں میں 40 بوتل، قلعہ کالروالا میں 38 بوتل جبکہ **22 مئی** کو تھیلیسیمیا کے مریضوں کے لئے کلاس والا میں 21 بوتل، چونڈہ میں 20 بوتل اور رینڈی بھاگو میں 66 بوتل خون کا عطیہ دیا۔

وقارِ عمل

ماہ اپریل میں مجلس واپڈا ٹاؤن لاہور کے 29 انصار نے ضلعی انتظام کے تحت وقار عمل میں حصہ لیا۔
12، 19 اور 26 اپریل نظامت اعلیٰ ضلع لاہور کے زیر اہتمام نہر کنارے ہونے والے وقار عمل میں اراکین عاملہ ضلع و علاقہ سمیت لاہور کی 34 مجالس کے انصار نے حصہ لیا جن کی مجموعی تعداد 255 تھی۔
19 اپریل نظامت اعلیٰ ضلع لاہور کی تین مجالس بھاٹی گیٹ، سلطان پورہ اور الطاف پارک نے نہر کنارے وقار عمل کیا جس میں 12 انصار نے حصہ لیا۔
19 اپریل مجلس بیت التوحید لاہور نے مثالی وقار عمل کا انعقاد کیا جس میں 21 انصار شامل ہوئے۔
12 اپریل مجلس ماڈل کالونی کراچی نے اجتماعی وقار عمل کیا جس میں بیت الذکر اور گلیوں وغیرہ کی صفائی کی گئی۔ 41 انصار نے وقار عمل میں حصہ لیا۔
12 اپریل نظامت اعلیٰ ضلع فیصل آباد کے زیر انتظام تین حلقہ جات کی گیارہ مجالس میں وقار عمل کیا گیا جس میں قبرستان کی

صفائی، بیت الذکر کی صفائی اور سڑک کی مرمت کے کام کیے گئے۔ مجموعی حاضری 219 رہی۔

10 رمئی مجلس گوجرانوالہ شرقی نے تین گھنٹے وقارعمل کے ذریعہ بیت الحمد کی صفائی اور مٹی ڈال کر راستہ ہموار کرنے کا کام کیا اسی طرح دفاتر کی صفائی بھی کی گئی۔ حاضری انصار 30، خدام 6 اور اطفال 4 رہی۔

8 رمئی مجلس مقامی ربوہ کے زیر اہتمام طاہر بلاک میں انصار نے سڑکوں، بازاروں، نالیوں اور راستوں کی صفائی کی۔ حاضری 247 انصار رہی۔

15 رمئی مجلس مقامی ربوہ کے محلہ دارالفتوح غربی نے اجتماعی وقارعمل کیا جس میں 15 انصار نے حصہ لیا۔

24 رمئی نظامت اعلیٰ ضلع کراچی کے زیر اہتمام سفاری پارک میں سالانہ ضلعی وقارعمل کیا گیا جس میں 30 مجالس کے 357 انصار نے حصہ لیا۔

ذہانت و صحت جسمانی

12 راپریل مجلس ماڈل کالونی کراچی کے ورزشی مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ جن میں حاضری 21 رہی۔

12 راپریل مجلس واپڈا ٹاؤن لاہور نے پکنک منائی جس میں ورزشی مقابلہ جات بھی کروائے گئے۔ حاضری 56 رہی۔

19 راپریل مجلس دہلی گیٹ لاہور نے لارنس گارڈن میں پکنک منائی جس میں ورزش کے موضوع پر لیکچر دیا گیا، سوالوں کے جوابات دیئے گئے، صحبت صالحین ہوئی اور وقارعمل بھی کیا گیا۔ حاضری 19 رہی۔

12 راپریل نظامت اعلیٰ ضلع فیصل آباد کے زیر اہتمام پیپلز کالونی ڈی گراؤنڈ میں پکنک ہوئی۔ مکرم ڈاکٹر مظفر احمد صاحب نے بلڈ پریشر کی بیماری پر سیر حاصل لیکچر دیا اور انسانی جسم میں موجود مختلف قسم کے کولیسٹرول اور ان کی خون میں کمی اور زیادتی کی وجوہات اور ان سے پیدا ہونے والی بیماریوں کے بارہ میں بیان کیا۔ 15 ممبران عاملہ نے شرکت کی۔

24 راپریل مجلس دارالفضل فیصل آباد نے کمپنی باغ میں اجتماعی واک کی جس میں 12 انصار نے حصہ لیا۔

29 راپریل مجلس مقامی ربوہ نے احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن کے تعاون سے ایوان ناصر انصاراللہ پاکستان میں **"صحت پر غذا کے اثرات"** کے موضوع پر مکرم ڈاکٹر سہیل احمد خان صاحب آف ہالینڈ کے لیکچر کا اہتمام کیا۔

10 رمئی نظامت اعلیٰ ضلع اسلام آباد کے زیر اہتمام مارگلہ کے خوبصورت پہاڑی سلسلہ پر واقع پیر سوہاوہ پر ہائیکنگ اور پکنک کا پروگرام منعقد ہوا۔ جس میں 30 انصار نے شمولیت کی۔

17 رمئی مجلس ایوان توحید راولپنڈی کی سالانہ پکنک لیک ویو پارک میں منعقد ہوئی جس میں 34 انصار، 8 خدام اور 4 اطفال شامل ہوئے۔

اعلان

ماہ جولائی اور اگست **2015ء** کا انصاراللہ کا شمارہ **75** سالہ خصوصی نمبر پر مشتمل ہے۔ خریداران نوٹ فرمالیں۔

(مینیجر ماہنامہ انصاراللہ)

75 سالہ تقریبات

مؤرخہ 9/اگست 2015ء تربیتی سیمینار واہ کینٹ ضلع راولپنڈی

مؤرخہ 2/اگست 2015ء تربیتی سیمینار ضلع گوجرانوالہ

مؤرخہ 31/جولائی 2015ء تربیتی سیمینار دار النور ضلع فیصل آباد

Editor: Mahmood Ahmad Ashraf

Regd #: FR - 8

Monthly
ANSARULLAH

ansarullahpakistan@gmail.com
magazine@ansarullahpk.org

Ph: 047-6212982
Fax: 047-6214631

September2015 / Ziqad,Zulhaj 1436 / Tabook 1394

بیت المنصور۔جرمنی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ
اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
نے جس کا افتتاح اپنے دست مبارک
سے 23 مئی 2015ء کو فرمایا

بیت القادر۔جرمنی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ
اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
نے جس کا افتتاح اپنے دست مبارک
سے 9 جون 2015ء کو فرمایا